انوار الصوفیه

ستمبر 1973

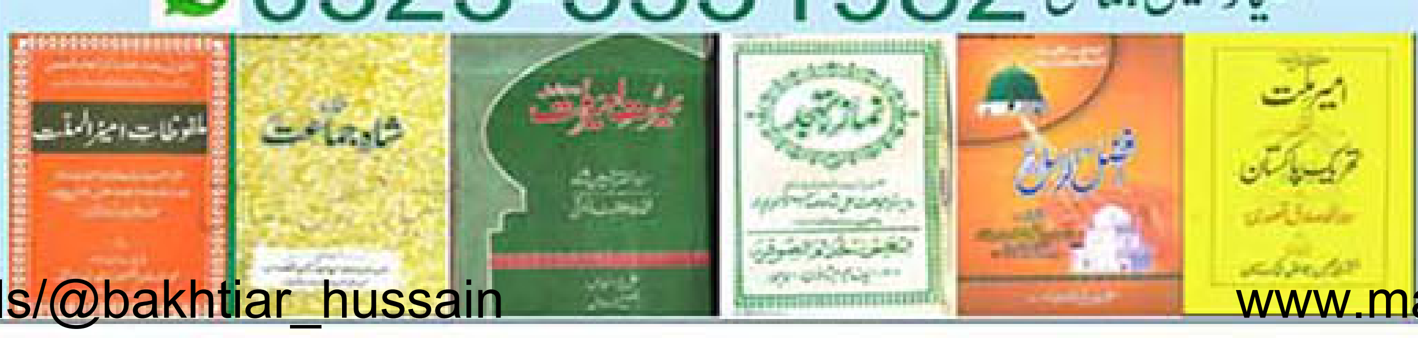


انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود
صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ
معزالدین فاونڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب
نے کروایا ہے، (بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے



1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April





بہ سرپرستی مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم!

بہ نظرِ عنایت۔ حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

بہ ظلِ عاطفت حضرت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری

ماہنامہ

انوار الصوفیہ

قصور

جلد ۶۱
شمارہ ۱۰

بابت ستمبر ۷۳ء
مطابق شعبان المعظم ۱۳۹۳ھ

مدیر مسئول
غلام رسول گوہر

مدیر معاون
مولانا العزیز نقشبندی

ترتیب

○ اگر اس دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا چندہ اس ماہ ختم ہوگیا ہے لہذا آیندہ مبلغ =/۶ روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال کیجئے اگر خریداری مطلوب نہیں تو بذریعہ پوسٹ کارڈ اطلاع دیں۔ بصورت دیگر آئندہ رسالہ بصورت وی۔ پی ارسال خدمت ہوگا۔

گوہر

بدلِ اشتراک

سالانہ	۶	روپے
معاونین سے	۱۵	روپے
سرپرست حضرات سے	۳۰	روپے

پبلشر: غلام رسول گوہر، مطبع لاہور آرٹ پریس، مقام اشاعت۔ کوٹ عثمان خان قصور

شاعرِ حقیقت بیان الحاج میاں نور محمد خالدی گڑھی شاہو لاہور

ہفت احکامات شبِ معراج

ہم نے مہمان کیا عرش پہ معراج ہے آج — دیدیا ساری خدائی کا تمہیں راج ہے آج

تم کو مختار کیا مالکِ کونین کیا — درِ محبوب کا سب کو کیا محتاج ہے آج

جو کسی کو نہ ملا تم کو عطا کرتے ہیں — زیبِ سر کیجئے شفاعت کا دیا تاج ہے آج

خاتم الانبیا ہو ختم رسالت کردی — ہر ولی تابع ترا نبیوں کا سرتاج ہے آج

انبیاؤں میں کیا آپ کا رتبہ اعلیٰ — سب نبی راجہ بنے اور تو مہاراج ہے آج

اپنی عزت کی قسم جو تری عزت نہ کرے — وہ منافق ہے وہ کافر ہے وہ تاراج ہے آج

حشر میں بخششِ عصیاں کیلئے آئے سب — ہر نبی آپ کی امداد کا محتاج ہے آج

ہم گنہگار ہیں مجرم ہیں پریشاں ہم — امتِ عاصی کی ہاتھوں میں ترے لاج ہے آج

کملی والے کی نامی کا شرف ہے واللہ !
پیرِ میخانا کل نور وہ الحاج ہے آج

از قاضی محمد ارشاد الٰہی فیضی عصامی ساکن لودے تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی

تفسیر القرآن

مسمّٰی بہ

جواہر البیان فی تفسیر القرآن

اسماء قرآن

ظاہر ہے کہ ہر شے نام سے پہچانی جاتی ہے جس شے کا نام نہ ہو وہ مجہول رہتی ہے۔ یہاں تک کہ کائنات میں جس چیز کے اسم پر مطلع نہ ہؤا اس سے افادہ و استفادہ دونوں محال رہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ حکماء و اطباء جو اسماء مفردات از قسم نباتات وجمادات وحیوانات وغیرہا پر آگاہ ہیں اُن کے فوائد و اسرار کے بھی حامل ہیں۔ تُو انہیں فضول اور بیکار جانتا ہے کہ نام سے آشنا نہیں یہاں تک کہ اس کے تنا و برباد اور معدوم کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ اور اطباء و حکماء اسے معرفت اسم و خواص کی بنا پر سینہ سے چمٹائے رکھتے ہیں اور اس کی مزید دستیابی اور پیدائش میں کوشاں ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم اسماء سے بخشش کی تھی۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس علم اسماء کا حامل بنایا ہے۔ اسی طرح قرآن کا نام بھی خود مولا عزوجل کا تجویز کردہ ہے اور بعض اشیاء اسماء مختلفہ سے مشہور و معروف اور موسوم ہوتی ہیں تو یہ ان کی زیادت بزرگی پر دلیل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسماء باری تعالیٰ بھی کثیر ہیں کہ ان کا احصاء محال ہوا۔ یہاں تک کہ علماء کرام محو حیرت ہیں اور فیصلہ نہیں کر سکے کہ ان کی تعداد کتنی ہے۔ قرآن وحدیث کے تتبع سے بعض نے ایک ہزار بتائے۔ بعض نے تین ہزار تک پہنچائے۔ بعض نے اس سے بھی کہیں زیادہ ہونے کا افادہ کیا اور ہمارے آقا و مولا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُس رحمت عظیمہ نے جو انہیں مومنوں سے ہے کہ ان کے جنت میں لیجانے پر حریص ہے۔ سہولت کی جہت سے ۹۹ اسماء کا احصاء موجب جنت فرمایا ہے

اللّٰھم ارزقنا بفضلک العظیم وبرحمة نبیک الرؤف الرحیم

اسی طرح خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء بھی بے شمار ہیں چنانچہ الفیض الاتم لاسماء النبی المکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں گذر چکا۔

اسی طرح قرآن مجید کے اسماء بھی اس قدر زیادہ کہ احاطۂ تحریر وتسطیر میں لانا محال ہے۔ معدودے چند جو سیوطی رازی۔ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے ذکر کئے اور کچھ دوسری تفاسیر میں بھی پائے۔ تبرکاً درج کرتا ہوں تاکہ عظمت قرآنی اپنی جھلک دکھا سکے۔

واضح رہے کہ یہ اسماء اپنی رائے اور قیاس سے نہیں اور نہ ایسا نام رکھنا جائز ہے بلکہ جو نام معلوم ہوتے وہ سب صحابہ وتابعین سے ثابت۔ یہی حال سورتوں کے

نام کا بھی ہے۔ اور اسماء قرآن مجید تو بیشتر خود قرآن مجید سے ہی ماخوذ ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

قرآن - قرآن مجید - قرآن حکیم - قرآن کریم - قرآن مبین - قرآن عظیم - قرآن عربی
کتاب - کتاب مبین - کتاب عزیز - کتاب کریم - کتاب اللہ - کتاب حق - کتاب ھدیٰ -
کلام - خیر الکلام - کلام اللہ - کلام مبین - کلام قدیم
فرقان - فرقان حمید - ھُدًی - ھادی - ھدًی للمتقین - امام - امام مبین
قول - قول فصل - قول حق - حق - حق المبین - مصحف - احسن القصص - قصص حق
سبع المثانی - بیان - تبیان - برھان - بشری - بشیر - نذیر - حکم - حکم عربی - حکیم محکم
حکمۃ - حکمۃ بالغہ - صراط حق - صراط مستقیم - تنزیل - تنزل العزیز - موعظۃ
موعظۃ حسنۃ - ذکر - ذکری - تذکرہ - حدیث - احسن الحدیث - وحی - وحی جلی
بصائر - نور - نور مبین - نعمۃ - نعمۃ اللہ - مبارک - مھیمن - روح - حبل اللہ - حبل
متین - شفاء - شفاء الصدور - شفاء للمومنین - رحمۃ - رحمۃ المؤمنین - نجوم - قیم
عربی - عربی مبین - علم - عجب - صدق - زبور - کلمۃ اللہ - کلمات اللہ - بلاغ - بلاغ حق
بلاغ مبین - ام الکتاب - امھات الصحف - علی - نبا - نباء عظیم - متشابہ - مرفوعہ - مطھرۃ
مکرمۃ - عدل - منادی - عروۃ الوثقی وغیرھا مالا تعد ولا تحصی

ھذا ما ظھر لی فی باب الاسماء واللہ تعالیٰ اعلم

ارشاد الحق قدوسی

عمل کی اہمیت

قرآن حکیم کی تعلیمات اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی زندگی کے مطالعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں عمل کی اہمیت ناقابل انکار ہے۔ ہماری زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں کام کئے بغیر کامیابی حاصل کرنا ممکن ہو۔ ہماری سیاسی زندگی ہو یا معاشرتی۔ انفرادی ہو یا اجتماعی خوشحالی اور کامیابی ہمیں اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک ہم پاؤں نہ ہلائیں تہذیب و تمدن کی موجودہ ترقی بھی یہ انسان کے صرف ایسے عمل ہی سے ظاہر ہے۔ اور درحقیقت زندگی کا دوسرا ہی نام عمل ہے۔ حرکت میں برکت ہے اور عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے من جدّ وجد جس نے کوشش کی اس نے پایا۔ اسلامی نقطۂ نظر سے قومی زندگی ایک گھڑی کی مانند ہے اور ہر فرد کسی نہ کسی پرزے کی طرح ہے گھڑی کی صحیح صحیح کارکردگی کا دارومدار پرزوں کے ٹھیک طور پر چلنے پر ہے۔ اگر ایک پرزہ رک جائے تو گھڑی کی کارکردگی میں فرق پڑ جائے گا۔ اسی طرح کوئی بھی فرد اپنا کام چھوڑ دے اس سے غفلت برتے یا اس کی انجام دہی میں کوتاہی یا سستی اور بددیانتی اختیار کرے تو اس کا اثر پوری معاشرتی زندگی میں رونما ہوتا ہے۔ اسی لئے جہاں اسلام نے اجتماعی اصلاح پر زور دیا ہے وہیں انفرادی ظاہری اور پوشیدہ دونوں حالتوں میں نیک عمل اور نیک نیتی کی تعلیم دی ہے۔ اجتماعی زندگی ایک سمندر کی طرح ہے اور فرد کی حیثیت ایک موج کی سی فرد اور ملت دونوں کی زندگی میں خوشحالی صرف اسی وقت ممکن ہے جب فرد اور قوم میں ربط ہو۔ اور باہمی تعاون ہو۔ اور ایثار اور قربانی کا جذبہ ہو اور یہ صرف اسی وقت ممکن ہے جب قوم کا ہر فرد اپنی اپنی جگہ اپنے کام میں انفرادی مفاد کے ساتھ ساتھ قومی مفاد کے لئے تن دہی۔ ایمانداری اور نیک نیتی سے مشغول ہو جائے۔

کاہلی سستی بے عملی اور آرام پرستی اسلامی تعلیمات اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے منافی ہے مسلسل عمل۔ اور دیانتداری سے اپنے فرائض کی انجام دہی اور اپنے پیشے میں انہماک اسلامی اصول زندگی کی اصل روح ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اور یہ کہ انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے کوشش کی اور یہ کہ اس کی کوشش اسے دکھائی جائے گی۔ یعنی اس کا پھل اسے ضرور ملے گا۔ اور تمہاری کوششیں مختلف ہیں بس جس نے دیا اور خدا سے ڈرتا رہا وہ اچھی بات کو پہنچ جاتا ہے۔

ہم آسانی کو اس کے لئے آسان کر دیں گے اور لیکن جس نے بخل کیا اور نیک کاموں سے بے پرواہی کی اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس کے لئے سختی کو آسان کر دیں گے

خداوند قدوس کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان صرف کام کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور ہاتھ

پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کے لئے نہیں اور پھر یہ کہ اس دنیا میں انسان کو اپنی محنت کا پھل ملے گا اور جو لوگ کشادہ دلی سے اللہ کی راہ میں دوسروں کی امداد کریں گے اور خدا کے خوف سے ڈرتے رہیں گے اور خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے کاموں میں کامیابی عطا فرمائے گا اور جو لوگ تنگ دلی اختیار کریں گے اور بھلائی کے کاموں میں دلچسپی نہ لیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں سے سرکشی اختیار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر خوشحالی اور کامیابی کے دروازے بند فرما دیگا۔
ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

یعنے جس نے ذرا برابر بھی نیکی کی اس کا بدلہ اسے ملے گا اور جس نے ذرا برابر برائی کی اس کا بدلہ بھی اسے ضرور دیا جائے گا۔

انسان کا عمل جیسا ہو گا ویسا ہی اسے نتیجہ حاصل ہو گا۔ قرآن حکیم میں ایک اور جگہ پر ارشاد ہوتا ہے۔

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم تو جس نے اچھے کام کئے اس کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

عمل کی اجتماعی افادیت کے پیش نظر اچھے کام کرنیوالوں کو بہترین مخلوق کے خطاب سے سرفراز کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی لوگ بہترین مخلوق ہیں۔

غرض قرآن حکیم میں نیک عمل کی اہمیت پر بار بار صرف اس لئے زور دیا گیا ہے کہ ہم اپنی انفرادی زندگی کو اچھے کاموں میں مشغول کر کے بہتر معاشرہ کی تشکیل و تعمیر کا فرض ادا کر سکیں ان آیات میں اپنا کام خود کرنے کی اور نیک عمل کرنے کی دعوت دیجا رہی ہے تاکہ ملک اور قوم کو خوش حالی میسر ہو۔

قرآنی تعلیمات کے علاوہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہو یا معاشرتی زندگی ہر جگہ آپ نے اپنا کام خود کرنے کی ایک روشن مثال قائم کی ہے۔ آپ کی نجی زندگی ہو یا معاشرتی زندگی ہر جگہ آپ نے اپنا کام خود کرنے پر زور دیا آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ جدوجہد سے خالی نظر نہیں آتا آپ کبھی میدان جنگ میں کافروں اور مشرکوں سے جنگ و جدال میں مصروف نظر آتے ہیں اور کبھی کدال سے خندق کھودتے ہوئے کبھی مزدوروں میں مزدور کی طرح مسجد کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں تو کبھی باہمی جھگڑوں کا فیصلہ۔ کون نہیں جانتا کہ مسلمان آپ کے ہر حکم پر جان نثار کرنے کے لئے تیار رہتے تھے لیکن اس کے باوجود سرکار دو عالم کا یہ عالم تھا کہ اپنا کام خود اپنے دست مبارک سے انجام دیا کرتے آپ خود اپنے کپڑے دھوتے اپنے اونٹ کی مالش بھی خود کرتے اپنی جوتیاں خود گانٹھ لیا کرتے مہمانوں کی تواضع بھی خود ہی انجام دیتے اور انتہا یہ کہ اپنے مہمان کی نجاست تک اپنے ہاتھ سے صاف کرتے اپنا کام خود کرنے کے بارے میں آپ کی زندگی ہر مسلمان کے لئے ایک ایسے روشن مینار کی حیثیت رکھتی ہے جس کی روشنی میں آج بھی ہر انسان بہتر اصولوں پر زندگی بسر کرنے کا طریقہ متعین کر سکتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے ایک شخص کا رسی لینا اور اپنی پیٹھ پر لکڑیاں اٹھانا اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی شخص سے کچھ مانگے۔

اس حدیث نبوی میں سوال کرتے یعنے دوسروں

کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی مذمت بیان کی گئی ہے اور محنت ومشقت سے اپنا رزق حاصل کرنے کی اہمیت کو ظاہر کیا گیا ہے

عروہ بن زبیر اور سعد بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ حکیم بن حزام نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے کچھ مانگا تو آپؐ نے دیا میں نے پھر مانگا تو آپ نے دیا۔ میں نے پھر مانگا تو آپ نے دیا پھر فرمایا کہ اے حکیم یہ مال سرسبز و شاداب اور میٹھا ہے جو اس کو سخاوت نفس کے ساتھ لے تو اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ اس کو لے تو اس میں برکت نہیں دی جاتی اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم نے قسم کھائی کہ وہ اس کے بعد کسی سے کچھ نہیں مانگے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود اپنے ہاتھوں سے باغوں میں پانی دیا کرتے تھے حضرت فاطمۃ الزہرہ چکی پیسا کرتی تھیں حضرت اپنے سارے کام بہ نفس نفیس کیا کرتے تھے۔

غرض کہ صحابہ کرام کی عملی زندگی حضور اکرم کی سیرت اور ان کی حدیثوں سے یہ حقیقت واضح ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کو یہ بات ہرگز پسند نہیں کہ انسان اپنی صلاحیتوں سے کام نہ لے کر دوسروں کا دست نگر بنے اور اپنے ہی جیسے دوسرے انسانوں کے سامنے، دست دراز کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو مخصوص صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں اور ہر شخص اپنی محدود زندگی کے دائرہ میں رہ کر اپنی صلاحیتوں کے مطابق کوئی نہ کوئی کام کر کے معاشرہ اور ملک اور قوم کے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے اسلامی نظریہ حیات کے مطابق ہر شخص خواہ وہ کسی دفتر کا چپراسی ہو یا افسر انجینئر ہو یا ڈاکٹر صناع ہو یا تاجر کسان ہو یا فنکار مصور ہو یا ادیب اپنا کام خود کر کے نہ صرف خود ایک باعزت زندگی گذارتا ہے بلکہ وہ ملک اور قوم کا مفید شہری ثابت ہو کر قومی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

اپنا کام خود کرنا بھی عبادت ہے چونکہ ہم اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہیں تو ہمارا وجود نہ صرف ہمارے لئے مفید ثابت ہونے لگتا ہے بلکہ فرائض کی دیانتدارانہ ادائیگی سے ملک کے تمام افراد کو فائدہ پہنچتا ہے اور قومی فلاح و بہبود کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ درحقیقت اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام کی بتائی ہوئی تمام عبادتیں ایسی ہیں جنہیں خود انجام دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ وکیل یا نمائندے کے ذریعے سے ان کا ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح اپنا کام خود کرنے کی اہمیت پر اسلام اور اس کے رسول نے زیادہ زور دیا ہے نفسیاتی اور صحت جسمانی کے اعتبار سے بھی اگر اس حقیقت کا جائزہ لیا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ جو لوگ اپنا کام خود کرتے ہیں وہ ہمیشہ صحت مند اور خوش مذاق ہوتے ہیں اور جو لوگ اپنا کام دوسروں پر چھوڑ دیتے ہیں وہ نہ صرف مالی اعتبار سے تنگ دستی کا شکار ہو جاتے ہیں بلکہ مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی تعلیمات اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کردار کے مطابق اپنا کام خود کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم معاشرتی معاشی اور اخلاقی اعتبار سے دوسروں کے سہارے کے بجائے خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر انفرادی اور قومی زندگی میں خوشحال اور کامیاب ہو سکیں۔

باب الحدیث

اِسلامی زندگی کا مکمل پروگرام

غزوۂ تبوک رجب ۹ھ میں ہوا۔ اِس غزوہ میں اسلام کو سخت جانکاہ تکلیف برداشت کرنی پڑی۔ غربت و تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ صحابہ کو اِس غزوہ میں اپنے پاؤں کے زخموں میں چیتھڑے باندھنے پڑے تھے۔ بے سروسامانی کا یہ حال تھا کہ سپاہیوں کے پاس سواریاں تک نہ تھیں۔ اٹھارہ اٹھارہ اشخاص کے حصہ میں صرف ایک ایک اونٹ آیا تھا۔ کھانے کی بے سروسامانی کا یہ حال تھا کہ ایک ایک سپاہی کے حصّے میں ایک ایک چھوہارہ آیا تھا۔ پھر تبوک کا سفر بھی دُور دراز کا سفر تھا۔ اور دوسری طرف قیصر رُوم ہرقل دو لاکھ جانباز سپاہیوں اور ہر قسم کے سامانِ جنگ سے آراستہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کو تیار بیٹھا تھا۔ الغرض یہ حق و باطِل کا سخت معرکہ تھا۔

یہ رسُول اللہ کا آخری غزوہ تھا۔ اس کے بعد آنحضورؐ نے کوئی غزوہ نہیں کیا۔ اور اس کے چند ماہ بعد ہی آپ کا وِصال ہو گیا۔ اِس غزوہ میں آپ نے ایک نماز کے بعد ایک نہایت جامع خُطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ ایسا اہم اور آخری خُطبہ ہے جو ایک سچے، حقیقی اور خدا پرست مُسلمان کی زندگی کا مکمل پروگرام ہے اور کتاب وسنت کی تمام تعلیمات کا خلاصہ و نچوڑ ہے۔ عاشقانِ رسول صلعم اور فداکارانِ ملّت کا فرض ہے کہ وُہ اس اہم اور جامع اور آخری خطبہ کو بغور پڑھیں اور اس دَور بداعمالی میں اس پر عمل کر کے فلاحِ دین و دنیا حاصل کریں۔

اس خطبہ عالیہ مقدسہ کے پچاس فقرے ہیں۔ اور ہر فقرے میں نصیحت و موعظت اور حکمت و معرفت کا ایک بے پایاں سمندر پوشیدہ ہے۔ یہ پچاس جواہر ریزے ہفت اقلیم کی بادشاہی سے زیادہ قیمتی ہیں۔ اور یہ پچاس فقرے اصل و حقیقت اور صداقت کی ایسی پکار ہیں کہ ہر مسلم ان کو آویزہ گوش بنائے اور ان پر اپنی اسلامی زندگی کی بنیاد رکھے۔ ہم ان فقروں کو علیحدہ علیحدہ نمبر لگا کر ترجمہ و تفصیل کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ تاکہ مطلب سمجھنے میں آسانی ہو۔ حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا

فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ (حدیث)

ہر ایک کلام سے صِدق میں بڑھ کر اللہ کی کتاب ہے۔)

خود اللہ پاک فرماتے ہیں :۔

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا ط

اللہ سے زیادہ کون اپنی بات میں سچا ہو سکتا ہے؟)

علم و بصیرت کا اصلی سرچشمہ دُنیا میں صرف قرآن ہے دنیا میں حِکمت صادق کی بنیاد ہی قرآن نے رکھی۔ قرآنِ حکیم کہتا ہے، مَیں پیامِ حجت و بُرہان ہوں۔ دعوتِ علم ہوں۔ مَیں بصیرت ہوں اور حق و صداقت

کی ایک ہی راہ ہوں - پس ارشاد رسول کا منشا و مفادیہ ہے کہ جو شخص حق وصداقت تک پہنچنا چاہے اور جو ہدایت وحقیقت کی طلب رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ وہ کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے۔ اس کا نزول ہوا ہی اس لئے ہے کہ قرآن کے درس وفکر سے اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اپنے تمام اعمال وافکار کی بنیاد کتاب الٰہی پر رکھیں۔ اور ہر فرزند اسلام اس کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے۔

وَاَوْثَقُ الْعُرٰی کَلِمَۃُ التَّقْوٰی (حدیث)

سب سے بڑھ کر بھروسہ کی بات تقوی کا کلمہ ہے۔

تقوی کے معنے اپنے نفس کو خدا کی نافرمانی سے بچانا۔ گناہ کی جانب لے جانے والی چیزوں سے پرہیز کرنا اور خدا سے ہر وقت ڈرتے رہنا۔ جس نے تقوی کو حاصل کر لیا۔ اس نے دین ودنیا کی تمام بھلائیوں اور خوبیوں کو جمع کر لیا۔ تقوی کی ترغیب سے قرآن وحدیث لبریز ہیں۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

اللہ تعالے ایسے لوگوں کے ساتھ ہیں جو تقوی کریں اور نیک کام کریں۔

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔

جو تقوی کرے خدا تعالیٰ اس کو سب سختیوں سے نجات دیتے ہیں اور ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جس کا حال اس کو معلوم نہ ہو۔ یعنی تقوی وپرہیزگاری سے سختیوں سے نجات ملتی ہے اور رزق حلال حاصل ہوتا ہے

پس تقوی کے کلمہ سے بڑھ کر بھروسہ کی کوئی بات نہیں۔

وَخَیْرُ الْمِلَلِ مِلَّۃُ اِبْرٰهِیْمَ (حدیث)

سب ملتوں سے بہتر ملت ابراہیم علیہ السلام ہے

یہود ونصاریٰ کو بھی ملت ابراہیمی کے پیروکار ہونے کا دعویٰ تھا۔ مگر قرآن حکیم نے علی الاعلان کہہ دیا کہ یہود ونصاریٰ کو ملت ابراہیمی سے دور کا بھی تعلق نہیں بلکہ وہ دونوں راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں اور ضلالت وگمراہی میں مبتلا ہیں۔ بلکہ ملت ابراہیمی کے اصل پیرو امت محمدی اور فدایان توحید ہیں اور یہی ملت ابراہیمی تمام ادیان وملل سے بہتر وافضل ہے۔

جب مسلمان ہی ملت ابراہیمی کے اصل پیرو ہیں تو ان کو چاہیئے کہ وہ خالص طور پر خدا کے ہو جائیں۔ اور شرک وبدعت کے قریب ہی نہ بھٹکیں۔ ورنہ ان کا مسلمان ہونا مخدوش ہو جائے گا۔ اس خصوصیت کی بنا پر مسلمان میں دنیا جہان کی برائیاں اور کمزوریاں جمع ہو سکتی ہیں مگر وہ مشرک اور بدعتی نہیں ہو سکتا۔

ملت ابراہیمی کے پیرو! جانتے بھی ہو ملت ابراہیمی کی شرط اولین کیا ہے؟ یکسر اطاعت وفرمانبردار بن جانا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا۔ سونا۔ جاگنا۔ کھانا پینا۔ چلنا پھرنا اور جینا مرنا سب کچھ خدا کے لئے ہو جانا اور اپنی فطرت کو صالح اور قلب کو سلیم رکھنا۔

ملت ابراہیمی نام ہے سب سے کٹ کر صرف خدا سے جڑ جانا اور حق وصداقت کے لئے سب کو چھوڑ دینا امت مسلمہ کے موسس اول حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قیامت تک کے لئے توحید کے پرستاروں کے سامنے کونسا اسوہ حسنہ چھوڑا؟ یہ کہ آپ نے حق وحریت کی

حمایت وحفاظت کے لئے اپنی قوم سے علیحدگی کر لی اور صاف اعلان کر دیا کہ میں تم سے اور تمہارے معبودوں سے بری ہوں۔ کلمۂ حق کی خاطر اس حاملِ خلعت نے آگ میں کود پڑنا گوارا کیا۔ آپ نے اپنے وطن کو ترک کر دیا مگر دعوتِ الی اللہ کے اہم اقدامِ فرض کو ترک نہیں کیا انہوں نے اپنے اس طرزِ عمل سے بتلا دیا کہ اگر کبھی قومیت و اسلام میں تصادم ہو تو ہر مسلم قانت کا فرض ہے کہ وہ فوراً اس کی پابندیوں سے اپنے آپ کو آزاد کر لے اور وطنیتِ اسلام کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

پیارے ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ کی محبت اور حق و حریت کی حمایت وحفاظت کے لئے صرف قوم و وطن ہی کو ترک نہیں کیا بلکہ اپنی عزیز ترین متاعِ حیات یعنی اپنے لختِ جگر اور نورِ نظر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر بھی تسلیم و رضا کی چھری چلا دی ان ابراہیمی کمالات کے ظاہر ہونے کے بعد کیا ہوا؟ آپ تمام دنیا کے امام و پیشوا بنائے گئے۔

جو مسلمان ان اوصاف وخصائص اور فضائل وکمالات کا حامل نہیں وہ صحیح معنوں میں ملتِ ابراہیمی کا پیرو نہیں پس مسلمانو! اگر امامت و پیشوائی کی خواہش ہے اور دین و دنیا میں سرخرو و کامیاب ہونا چاہتے ہو تو اپنے اندر ابراہیمی ایثار و فدویت اور اسمٰعیلی فداکاری و سرفروشی پیدا کرو کیونکہ ملتِ ابراہیمی کے لئے یہ چیزیں لازم ـــــ ہیں۔ کامیابیوں کی بنیاد قربانی ہے۔ امامت و پیشوائی کے لئے جانی ومالی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اگر تمہارے اندر جانی ومالی قربانی کا جذبہ نہیں تو تم دنیا میں کبھی عزت وکامرانی کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتے۔

وَخَیْرُ السُّنَنِ سُنَّۃُ مُحَمَّدٍ (حدیث)

سب طریقوں سے بہتر طریقہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے

سیرتِ طیبہ نبویہ کا مطالعہ کرو، تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہی نسخۂ شفا مسلمانوں کی تمام بیماریوں اور دکھوں کا واحد علاج ہے۔ اس لئے کہ آپ شریعتِ الٰہی کے ترجمان اور آپکا عمل ساری دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ آپؐ کا طریقہ سب طریقوں سے بہتر کیوں ہے؟ اس لئے کہ آپؐ ہی دنیا کے نجات دہندہ ہیں۔ آپ کی زندگی کی صداقت اور جامعیت انسانی زندگی کے تمام عقدوں کا حل ہے جن کی شان میں کہا گیا ہے ؎

حسنِ یوسفؑ ۔ دمِ عیسےٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپؐ کا وجودِ اقدس اسلام کی تہذیب ہے دنیائے اسلام کا تمدن ہے مسلمانوں کا وطن اور قومیت ہے۔ وہی قانون و مذہب بھی ہے۔ حضورِ اقدس ہی سیاسیات اسلامی کے ترجمان ہیں۔ اور اسلام کا نظامِ معاشرت نظامِ اخلاق کا بانی ہے۔ دنیا والوں نے زندگی اور اقبال مندی کے طریقے آپ ہی کے طریقہ سے سیکھے ہیں۔ انسانی فکر و عمل کو صحیح راہیں آپؐ ہی کی تعلیمات نے بتلائی ہیں۔ آپ کا طریقہ عالم کو نورِ ہدایت سے لبریز کر دینے کا ذمہ دار ہے اقوامِ عالم کی نجات و رستگاری کا کفیل ہے اور آج قوائے انسانی پر آپؐ ہی کے طریقہ کی حکومت ہے۔ پس مسلمانوں کی زندگی اور ترقی کی صحیح راہ یہ ہے کہ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا مکمل طور پر اتباع کریں۔

وَاَشْرَفُ الْحَدِیْثِ ذِکْرُ اللّٰہِ (حدیث)

سب باتوں پر اللہ کے ذکر کو شرف ہے

اللہ کی یاد مذہب کی جان اور روحِ انسانی کی غذا ہے ذکرِ الٰہی کے بغیر روح ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتی

آج جب کہ دلوں پر مادیت و غفلت کا سکہ بیٹھا ہوا ہوا ہے۔ اس کا علاج صرف اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ کی یاد دونوں جہان کا نور ہے۔ جس دل میں خدا کی یاد نہیں وہ دل نہیں بلکہ پتھر کا ٹکڑا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب
وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط

یاد رکھو۔ اللہ کے ذکر ہی میں قلب کا اطمینان ہے۔ بیشک اللہ کا ذکر بڑا ہے۔

جس دل میں اور گھر میں خدا کی یاد نہیں۔ وہ ویران و برباد ہے۔ انسان کو بغیر اللہ کی یاد کے کسی طرح الجھنوں اور پریشانیوں سے نجات نہیں مل سکتی ہے۔ ذکرِ الٰہی سے انسان عاجزی کی طرف جھکتا ہے اور خود بخود برائیوں اور غفلتوں سے بچتا ہے پس یادِ الٰہی کو حرزِ جان بناؤ اور دین و دنیا میں پھلو پھولو

وَاَحْسَنُ الْقَصَصِ ھٰذَا الْقُرْاٰن (حدیث)

سب واقعات سے پاکیزہ تر یہ قرآن ہے

اس لئے کہ قرآن مجید نہایت پاکیزہ و مقدس کتاب ہے۔ خدا تعالیٰ کا وہ کلام ہدایت نظام ہے جو بھولے بھٹکے کو راہِ ہدایت و سعادت بتلاتا ہے۔ اس کی تعلیمات عقل و فطرت انسان کے عین مطابق ہے۔ جن کا عمل انسانیت۔ مذہب و اخلاق اور روحانیت کی انتہائی بلندیوں پر پہنچاتا ہے اور اس کے واقعات و حقائق روح کو جگاتے ہیں۔ قرآن مجید کے احکام نہایت محکم صاف اور روشن ہیں۔ وہ دین و دنیا دونوں کا سچا رہنما ہے۔ قرآنی اصول کی پیروی جہاں دین و ہدایت و سعادت کی راہیں کھولتی ہیں۔ وہاں دنیوی تفوق و برتری اور فائز المرامی و کامیابی کی بھی ضامن و کفیل ہے۔ جس نے اس کو مضبوط پکڑ لیا ہے اس کو دونوں جہان کی بھلائی و برتری ہاتھ آ گئی۔ اور جس نے اس کو چھوڑا اس کے دونوں جہان تباہ ہوئے

وَخَیْرُ الْاُمُوْرِ عَوَازِمُھَا (حدیث)

بہتر کام اولو العزمی کے کام ہیں

شریعت فقط قیل و قال کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے عملی حصہ سے فائدہ اٹھانے کا نام ہے شریعت کے ظاہری و باطنی ارکان و آداب کی پابندی سے زیادہ اولوالعزمی نہیں۔ مومن قانت کے عزم کی بلندی واصل بحق ہونا ہے۔ اگر کوئی مسلمان خلوصِ عمل اور دلی شوق و رغبت کے ساتھ احکام اسلام کی پابندی کرے اور ہر حالت میں راضی برضا رہ کر دنیا جہان کے مصائب و آلام کا مقابلہ کرے تو اس کے عزم کی بلندی عرش سے باتیں کرتی ہے۔ اس پر انوار و تجلیات منکشف ہونے شروع ہو جاتے ہیں نماز میں رویتِ خداوندی کے بلند تخیل سے چشمِ حقیقت کھل جاتی ہے اور تجلیاتِ عرفانی کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا جاتا ہے ؕ (بشکریہ شمس الاسلام بھیرہ)

حیاتِ طیبہ امیرِ ملت

حضرت امیرِ ملت قدس سرہ کی سوانح حیات جو آپ کے اوصافِ کاملہ اور علمی و عملی کمالوں کا مرقع ہے اسے جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے تصنیف و تالیف فرمایا ہے۔ اس کی کتابت عنقریب شروع ہو جائے گی امید ہے سالانہ عرس شریف تک زیورِ طباعت سے مزین ہو کر ناظرین کے سامنے جلوہ فگن ہو گی۔

ماخوذ

برن اباس

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قدیم رفیق

مصنف قرآن کونسل پاکستان کے سیکرٹری جنرل ہیں۔ انہوں نے انجیل برن اباس کے اس انگریزی نسخہ کی جو ویانا میں محفوظ ہے فوٹوسٹیٹ کاپی حاصل کر کے حال ہی میں اسے شائع کیا۔

برن اباس مسیحؑ کے حواری تھے۔ ان کا اصل نام یوسف تھا۔ حوارین مسیحؑ میں اس کا نام اس قدر بلند تھا کہ ان کو بن ابی کا خطاب دیا گیا۔ عرانی زبان کا یہ لفظ جب یونانی زبان سے ہوتا ہوا لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا تو بن ابی کو برن اباس لکھنے لگے اور تمام یورپ کی زبانوں میں بھی نام رائج ہو گیا۔ برن اباس کا ترجمہ صاحبِ نصیحت یا صاحب تسکین ہے

۱۷۰۹ء میں جب انجیل برن اباس کا لاطینی نسخہ ملا تو تمام دنیا میں تہلکہ مچ گیا۔ یہ نسخہ آج بھی ویانا کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ ۱۹۰۷ میں اس کا عربی میں ترجمہ ہوا۔ یہ ترجمہ ایک مصری عیسائی نے کیا مگر مصنف نے نام برن اباس ہی قائم رکھا

برن عباس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے "قدیم رفقاء میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت عیسےٰ کو قریب سے دیکھا تھا ان کی گفتگو سنی تھی اور ان کے حکم سے ان کے ارشادات کو لکھا تھا۔ حضرت عیسیٰ کے بعد عیسائی حلقوں میں ان کو سب پر فوقیت حاصل تھی۔ شدہ شدہ جب حضرت عیسیٰ کی شہرت روم تک پہنچی تو پال جو خود یہودی تھا۔ مسیحؑ کی طرف اس لئے مائل ہوا کہ وہ یک یہودی خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ پال افلاطون اور ارسطو کے مدارس کا فارغ التحصیل عالم تھا۔ مگر قلب اس کا یہودی تھا۔ چنانچہ ایک یہودی عالم ایک یہودی شخصیت کے نام کو بلند کرنے کے جوش میں یروشلم پہنچا۔

مگر اس وقت حضرت عیسیٰ کو دنیا سے رخصت ہوئے کئی برس ہو چکے تھے۔ چنانچہ پال نے نہ حضرت مسیح کو دیکھا اور نہ ان کا پیغام ان کی زبان سے سُنا۔ حضرت عیسےٰ کے پیغام سے اسے کوئی خاص دلچسپی بھی نہ تھی البتہ یونانی فلسفہ پر اس کو کامل دسترس حاصل تھی اور اس کا ہاتھ یورپ کی نبض پر تھا اس کو معلوم تھا کہ عیسائیت کو کس رنگ میں پیش کیا جائے تاکہ وہ یورپ میں مقبول ہو۔ چنانچہ اس نے تثلیث اور الوہیت مسیح پر اس نئے مذہب کی بنیاد رکھی مگر یروشلم پہنچ کر جب اس نے اس عقیدہ کا اظہار کیا تو حوارین مسیح برافروختہ ہو گئے۔ اس لئے کہ پیغام مسیحؑ کو قربان کر کے مسیحؑ

کے نام کو بلند کرنا انہیں پسند نہ تھا اور ان سب نے متفقہ طور پر پال کو حلقہ بگوشان مسیحؑ میں شامل کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ پال کی سحر بیانی اور وسعتِ علم سے بالکل متاثر نہ ہوئے۔ اس لئے کہ یہ سب عاشقانِ مسیح میں سے تھے اور ان کے دلوں پر مسیحؑ کی زبان سے نکلے ہوئے لفظ پتھر کے کتبوں کی طرح مستحکم تھے۔ چنانچہ بحث رات دن جاری رہی اور گرم گرم تقریروں نے اس قدر شدت اختیار کی کہ آپس میں تلخی بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ قریب تھا کہ تعلقات بالکل منقطع ہو جائیں اس وقت برن اباس نے مصالحت کی کوشش کی۔ چنانچہ مسیحؑ کے حواریوں نے اپنی رائے کے خلاف برن اباس کی اطاعت میں پال کو جماعت میں داخل کر لیا۔ داخلہ ملنے کے باوجود الفاظ کے جو تیر پال کے دل میں لگے تھے وہ جوں کے توں پیوست تھے۔ پال نے محسوس کیا فتح دراصل اس کی نہ تھی بلکہ برن اباس کی تھی کیونکہ اتنے دلوں کے دل خراش مباحثہ کے بعد قیادت برن اباس کے پاس تھی نہ کہ پال کے پاس چنانچہ پال برافروختہ ہو کر واپس اپنے وطن چلا گیا۔

وقت کے ساتھ مسیحی جماعت کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اب لوگوں کے دلوں میں یہ خیال آنے لگا کہ یروشلم سے باہر نکل کر مسیحؑ کے پیغام کی تبلیغ کی جائے۔ اس کام کے لئے سب کی نگاہیں برن اباس کی طرف اٹھنے لگیں۔ برن اباس کی زندگی دین کے لئے وقف تھی۔ چنانچہ وہ اس مہم کے لئے کمربستہ ہو گیا۔ یروشلم کے باہر یہودی اثر بہت کمزور تھا۔ اس لئے کہ خاص و عام سب کا سر نیاز رومی دیوتاؤں کے سامنے جھکتا تھا مگر قلب و دماغ پر یا ارسطو کی حکمرانی تھی یا افلاطون کی اس کے ساتھ ساتھ سرکاری اور علمی زبان یونانی تھی یا لاطینی۔ ان سب مسائل کے پیش نظر برن اباس نے مناسب خیال کیا کہ پال کو اپنے ساتھ رکھے چنانچہ وہ پال کے وطن جا کر پال کو اپنے ساتھ لے آیا۔ اس طرح برن اباس کی قیادت میں عیسائی مذہب کی تاریخ کا پہلا مشن یروشلم سے روانہ ہوا۔ اور مشکلات کے باوجود ان کو توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی۔

پال کو اپنے علم کا غرور تھا مگر برن اباس میں زہد و تقویٰ کی وجہ سے کچھ ایسی مقناطیسیت پیدا ہو گئی تھی کہ لوگ اس کی جانب کھنچے چلے آتے تھے۔ ایک عقل مجسم تھا تو دوسرا سراپا عشق۔ طبیعتوں کے اس اختلاف کی وجہ سے شدید اختلافات رونما ہو گئے۔ چنانچہ دونوں میں مفارقت ہو گئی اور موجودہ تسلیم شدہ انجیل میں برن اباس کا ذکر دفعتاً ختم کر دیا گیا۔

رومی عوام تثلیث سے مانوس تھے وہاں کے علمی حلقوں میں یونانی فلسفیوں کا دور دورہ تھا۔ چنانچہ ان دونوں کے امتزاج سے پال نے ایک ایسا مذہب بنا لیا جو عوام میں بآسانی مقبولیت حاصل کر سکتا تھا

برن اباس عاشق مسیحؑ تھا۔ اس نے جو کچھ سنا اور آنکھوں سے دیکھا اسے بیان کیا۔ اس طرح تحریک مسیحیت دو حصوں میں بٹ گئی۔

پال کے ساتھ بہت سے سمجھ دار آدمیوں کا مجمع تھا انہوں نے بڑی قابلیت سے ایک مضبوط تنظیم کی بنیاد رکھی اور اس طرح کلیسائی ابتدا ہوئی۔ مگر کلیسا میں روز اول سے حقیقی مسیحؑ کی بجائے خیالی مسیحؑ نے لے لی دوسری طرف برن اباس کے گرد عاشقانِ مسیحؑ جمع ہونے شروع ہوئے۔ اور آبادی ہو یا ویرانہ جہاں اس فرقہ کے

کا انسان پہنچے وہاں لوگ پروانہ وار اکٹھے ہوئے۔ بہت جلد ان دونوں فرقوں میں میدان کارزار گرم ہونے لگا اور اسی کشاکش میں برن اباس نے جامِ شہادت نوش کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کئی لاکھ موحدین قتل ہوئے۔ اس خون آشام مگر ایمان پرور داستان کو یہاں بیان کرنا اس لئے ضروری نہیں کہ اس وقت صرف انجیل برن اباس کے پس منظر بیان کرنا مقصود ہے۔ اس انجیل میں الوہیت مسیحؑ کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا بلکہ اس میں تثلیث کی بجائے جا بجا توحید کی تعلیم ملتی ہے۔ مثلاً باب ۲۹۔ اللہ نے حضرت ابراہیم سے کہا،

"اے ابراہیم خدا صرف میں ہوں اور میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔"

باب ۹۰:۔ "اللہ ایک ہے اور دین بھی ایک ہے"

باب ۹۵:۔ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس نے صرف ایک لفظ کہکر تمام عالم کو پیدا کیا۔۔۔۔۔ وہ ہر جگہ ہے اس کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں۔ وہ جس کو چاہتا ہے بناتا ہے جس کو چاہتا ہے مٹاتا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

باب ۹۶۔ راہب نے بادشاہ اور گورنروں کے سامنے حضرت عیسیٰ کو تسلی دی کہ اب قانون نافذ کر دیا گیا ہے کہ کوئی آپ کو خدا اور خدا کا بیٹا نہیں کہے گا۔ حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ آپ کے الفاظ سے میری تسلی نہیں ہوئی۔ اس لئے مجھے معلوم ہے کہ جہاں سے نورِ ہدایت کی توقع ہو سکتی ہے۔ وہیں سے ظلمت و تاریکی شروع ہو گی۔ تسکین تو مجھے اس وجہ سے ہوتی ہے کہ آنے والا پیغمبرؐ میرے بارے میں تمام غلط عقائد کا خاتمہ کرے گا۔ اور ان کا مذہب تمام دنیا میں پھیلے گا۔

لوگوں نے پوچھا اس پیغمبرؐ کا نام کیا ہوگا۔ عیسیٰ نے کہا، "ان کا نام قابلِ تعریف" (احمدؐ) ہوگا اس لئے کہ اللہ نے ان کا یہ نام رکھا ہے۔ اللہ نے جب ان کی روح کو پیدا کیا تو اسے روحانی نور کے اندر رکھ اور کہا! اے محمدؐ! آرام کیجئے اس لئے کہ وقت آنے پر میں آپؐ کی خاطر جنت دنیا اور تمام مخلوق پیدا کروں گا۔ ان کا نام مبارک محمدؐ ہوگا۔

باب ۱۲۸۔ بھائیو میں صرف ایک انسان ہوں اور خاک کا پتلا ہوں۔

اس انجیل میں محمدؐ کا ذکر ۵۲ جگہ پر ہے چند اقتباسات پیش کر رہا ہوں۔

باب ۳۹۔ تخلیق آدم کے بعد جب آدمؑ پہلی بار اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے اور انہوں نے آسمان کی جانب دیکھا تو انہیں آسمان پر روشنی نظر آئی اور وہاں انہوں نے سورج کی مانند روشن الفاظ میں لکھا ہوا دیکھا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

تب انہوں نے اللہ سے کہا۔

"اے میرے اللہ! اس عبارت کے کیا معنی ہیں کیا تو نے مجھ سے قبل کسی اور انسان کو پیدا کیا ہے

اللہ نے جواب دیا۔

"اے میرے بندے تو پہلا انسان ہے جسے میں نے پیدا کیا اور وہ جس کا نام تو نے لکھا ہوا دیکھا وہ تیری اولاد میں سے ہوں گے جو زمانہ دراز گزرنے کے بعد پیدا ہوں گے وہ میرے پیغامبر ہوں گے اور یہ تمام کائنات میں نے ان کے لئے تخلیق کی ہے ان کے آنے سے دنیا منور ہو گی۔ تخلیق کائنات سے ساٹھ ہزار سال قبل ان کی روح کو پیدا کر کے میں نے آسمانی نور میں محفوظ کر

یہ سن کر آدمؑ نے کہا "اے اللہ! مجھے یہ تحریر عطا کر" تب اللہ نے آدمؑ کے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ...... لکھ اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ لکھا اس کے بعد آدم نے فرطِ محبت سے اپنے دونوں ناخنوں کو بوسہ دیا۔ اور کہا:۔

"مبارک ہوگا وہ دن جب وہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔"

باب:۔ حواریوں نے دریافت کیا یا مسیحؑ! آپ بار بار کن کی تشریف آوری کا تذکرہ کرتے ہیں تو حضرت عیسٰی نے پرمسرت لہجے میں جواب دیا۔ "ان کا نام محمدؐ ہے" مدت دراز سے بارش رک جانے کی وجہ سے زمین خشک ہو جاتی ہے مگر بارش ہوتے ہی جس طرح زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب رسول اللہ کا ورود ہوگا تو وہ بے حد و حساب اللہ کی رحمت اپنے ساتھ لائیں گے اور لوگوں کے قلوب نیکوکاری کی طرف مائل کر دیں گے اور ابر رحمت بن کر ایمان والوں کو مستفیض کریں گے۔

بقیہ:۔ تخریب کاری کا دور اور ہمارے فرائض

ہم سے زیادہ کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ پاؤ گے۔

مزید فرماتے ہیں کہ ہم نے ہر زمانہ میں مومنین کو نجات دی ہے اور جو نجات طلب کرے اور مومن ہو ہم اس کو نجات عطا کرتے ہیں۔

رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم اپنی آنے والی امت کی کمزوریوں سے واقف ہیں کتنی شفقت اور رحمت کا معاملہ ہے ہمارے ساتھ؟ کہ فرمایا جب تم میں اخلاص اور خشیت کی کمی ہو اور خدا کے سامنے رونا بھی نہ آئے تو رونے کا منہ بنا لو اور گڑگڑا کر خدائے تعالیٰ سے مانگو، خلوص اور خشیت جس کی کمی ہو وہ بھی مانگو اور مانگنے کی توفیق بھی مانگو سب کچھ وہاں سے ملے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ملے گا اور حالات بدلیں گے۔ توبہ کام کرنے کے ہیں۔ اپنے اپنے آپ کو منکرات و فواحشات سے روکنا، اپنے اعمال میں ندامت اور توبہ آنے والے مصائب فتنوں سے پناہ مانگنا یہی عجز و نیاز یہی ندامت و استغفار یہی نجات کا سرمایا ہیں۔

دعا کرتے رہیئے کہ اللہ ہم سب اپنی شامت اعمال میں پھنس گئے ہیں ہم کو اس سے نجات عطا فرمایئے۔ ہم کو ہمارے اہل و عیال و متعلقین کو ہمارے ملک و قوم کو سارے عالم کے مسلمانوں کو معاف فرما دیجئے۔ ہماری جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت فرمایئے۔ ہم کو اپنے قہر سے بچا لیجئے۔ آنے والے فتنوں سے محفوظ رکھیئے۔ سوائے آپ کی حفاظت کے کوئی اور پناہ نہیں ہم سے مواخذہ نہ فرمایئے ہم کو اسلام پر قائم رکھیئے۔ ہمارے ایمانوں میں قوت عطا فرمایئے اعمال صالحہ کی توفیق عطا کیجئے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر کیجئے۔

یا اللہ مسلمانوں کو پاکستان میں اسلامی آئین پر کاربند ہونے سے تمام دنیا کی قوموں میں محض اپنے فضل و کرم سے سربلند، باوقار اور قابل تقلید بنا دیجئے۔ آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم۔

ابو طیب محمد عبدالعزیز عاجز جعفر کوٹی

اللہ اللہ !

تصوف کا اعلیٰ مقام اللہ اللہ ! — خدا سے وصل کا نظام اللہ اللہ
یہ عشقِ خدا کا قیام اللہ اللہ — ہے ذکرِ خدا اہتمام اللہ اللہ
ملے اہلِ حق سے یہ جام اللہ اللہ — پیئے اسکو طالب مدام اللہ اللہ
شریعت کی پابندیاں بھی ہیں لازم — ہے بعد از صلوٰۃ وصیام اللہ اللہ
وُہ مستی میں بھولیں وجود و عدم کو — وہ کرتے رہیں صبح و شام اللہ اللہ
سوا حق کے آتا نہیں کچھ سمجھ میں — یونہی بن گیا ان کا کام اللہ اللہ
فقط اللہ اللہ فقط اللہ اللہ — فقط اللہ اللہ تمام اللہ اللہ
پڑھو اللہ اللہ لکھو اللہ اللہ ! — سُنو اللہ اللہ کلام اللہ اللہ
زمیں سے فلک تک فلک سے عرش تک — لیا جائے ہر وقت نام اللہ اللہ

خدا سے طلب کر یہی شغل عاجز
زباں پر رہے جاری عام اللہ اللہ

تخریب انسانیت کا دور اور ہمارے فرائض

تمام روئے زمین کے حالات پر نظر ڈالنے اور غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمانے میں ہر جگہ اور ہر ملک میں تخریب کاری کا دور ہے۔ تعمیر انسانی کا کام تو ختم ہو چکا اب قرب قیامت میں اس کی تخریب کاری ہو رہی ہے۔ جہاں بھی نظر ڈالیں مشرق و مغرب شمال و جنوب کہیں بھی امن و امان نہیں۔ ہر جگہ فتنہ و فساد برپا ہے۔ شورشیں، ہنگامے قتل و غارت بس انہی چیزوں کا بازار گرم ہے۔ بڑے بڑے مفکر اور دانشمند، قومیں اور حکومتیں اگر سوچتی ہیں تو دوسروں کو تباہ و برباد کرنے کی تدبیریں سوچتی ہیں مشیت خداوندی اب ان سے یہی کام لے رہی ہے۔

تکمیل انسانیت کس طرح ہوئی اور تخریب انسانیت کیسے ہو رہی ہے؟ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ تاج محل، دنیا بھر کے عجائبات میں سے ہے اس تاج محل کی تعمیر کے وقت برسوں تک کتنے ماہرین فن نے اس میں حصہ لیا؟ کتنے قابل انجنیروں نے اس کی تعمیر کی؟ کتنے یکتائے زمانہ دستکاری نے اپنی صناعی کے جوہر دکھلائے؟ کتنا روپیہ اور کتنا وقت اس میں صرف ہوا تب جا کر یہ بنا رہوا اور پھر اس کی کاریگری کی داد ساری دنیا کی لوگوں نے دی اور وہ اب تک دنیا کے عجائب میں انفرادیت کا درجہ رکھتا ہے۔ دنیا بھر کے ہزاروں سیاح اس کو دیکھنے آتے ہیں اور کوئی تعریف کئے بغیر نہیں رہتا اور یہ سلسلہ سینکڑوں برس سے چل رہا ہے۔

اب اگر یہ حکم ہو جائے کہ اس کو ڈھا دیا جائے تو کیا اس کو ڈھانے اور ختم کرنے میں بھی اسی صناعی اور دستکاری کے نمونے دکھائے جائیں گے؟ نہیں اس کو ڈھا دینے کا کام معمولی جاہل اور بے عقل مزدوروں سے بھی لیا جا سکتا ہے جو صرف اپنی کدال اور ہتھوڑوں سے تھوڑے ہی عرصہ میں اس حسین و جمیل مرقع دستکاری کو ایک خاک کے ڈھیر میں تبدیل کر دیں گے۔

اس طرح تکمیل انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جو ہر زمانہ کے لحاظ سے

انسان کو ارتقائے ذہنی اور روحانی تعلیم و تربیت دیتے رہے۔ یہاں تک کہ دونوں جہان کے تاجدار نبی آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت فرمائی اور عالم انسانیت کو رحمۃ اللعٰلمین صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تزکیۂ نفس۔ تہذیب اخلاق اور تعلیم و تربیت سے شرافت اور ہوش و خرد عطا فرمائی اس طرح ارتقائے عقل انسانی کی تکمیل عمل میں آئی۔ اور خالق کائنات نے عالم خلق کو اپنے فضل عظیم سے الیوم اکملت لکم دینکم کی خلعت و بشارت عطا فرمائی۔

اس کے بعد مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی اعلان فرمادیا کہ اس دار فانی سے میرے جانے کے بعد اب قیامت ہی کا ظہور رہو گا۔ چنانچہ کم و بیش ایک ہزار سال تک مسلمانوں کے عروج و فروغ کے بعد انحطاط و زوال بھی شدت کے ساتھ پیدا ہونے لگا۔ اب یہی وہ زمانہ ہے جبکہ تخریب کاری چاروں طرف سے عالم انسانی میں جاری و ساری ہے اور اس تخریب کاری کے لئے ہر جگہ شیاطین کی جماعتیں متعین و مامور ہیں اور انسانی زندگی اور شرافت و تہذیب درہم برہم ہو رہی ہے۔

بظاہر اس وقت سائنس، فلسفہ اور علوم و فنون کی حیرت انگیز ترقی کے مظاہرے ہو رہے ہیں اور قدرت کی بھی قوتیں منشیت الٰہی کے اشاروں سے انسان پر عالم اسباب میں ظاہر ہو رہی ہیں اور ان کو بروئے کار لایا جا رہا ہے لیکن اگر عبرت اور مآل اندیشی کی نظر سے دیکھا جائے۔ تو اس موجودہ زمانہ کی تمام تر ایجادیں راحت اور عیش و عشرت کے تمام سامان قوانین فطرت کی حدود سے متجاوز ہو جانے کی بنا پر انسان کی شرافت نفس کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ اور انسان خالق کائنات کے عطا کردہ ضابطۂ حیات سے باغی ہو کر "اسفل سافلین کے درجہ پر پہنچ رہا ہے۔ جہاں شیطان بھی آدمی پر لعنت بھیجتا ہے۔ صاف نظر آتا ہے کہ اس کی ایجادات اور ساری ترقیاں انسان کی ایمانی و اخلاقی اور اقتصادی و معاشرتی بربادی کا باعث بن رہی ہیں مگر جو کچھ بھی ہو رہا ہے سب مشیت الٰہی کے تحت ہو رہا ہے۔ اور اس وقت حالات سب قیامت کی علامت ہیں اور ہمارے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح پیش گوئیاں ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ایسے حالات میں ہم کو کیا کرنا چاہیئے؟ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ اور ان کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقرر کردہ ضابطۂ حیات اور دستور العمل مستند و معتبر درجہ میں موجود ہے۔ جو قیامت تک رونما ہونے والے انقلابات و تغیرات میں ہمارے لئے مشعل ہدایات ہے۔ اس میں پناہ اور نجات کی سب صورتیں اور حفاظت کی تمام تدابیر موجود ہیں مگر افسوس باوجود سرگرداں و حیران ہونے کے ہم ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور آنے والی قیامت کے فتنوں اور ہلاکتوں اور دار و گیر محشر کا کوئی خوف ہمارے دلوں میں نہیں ہے۔

بات یہ ہے کہ مسبب الاسباب کی طرف ہم کو رجوع ہونے کی نہ از خود توفیق ہوتی ہے اور نہ کوئی ایسا قوی محرک، نہ ایسی تعلیم و تربیت ہے، جس کے اثر سے دلوں میں خدا کا خوف اور خشیت پیدا ہو

اور ملک وقوم کی صحیح معنوں میں سلامتی دین و دنیا کا سامان ہو۔

لیکن مایوس ہونے کی بھی کوئی بات نہیں۔ قیامت تو آتی رہے گی اور آجائے گی۔ پھر بھی کچھ نہ کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے بندے موجود ہیں اور موجود رہیں گے۔ قیامت تو جب بھی آئے گی تو کوئی اللہ اللہ کرنے والا موجود نہ ہوگا۔

اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور اس کی دی ہوئی توفیق ہے کہ ہم اور آپ ان باتوں پر غور کر رہے ہیں اور اپنی نجات کے لئے فکرمند ہیں۔

ہم کو چاہیے کہ جو کچھ عبادات وطاعات سے بن پڑتی ہیں، ان کو کرتے رہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے اعمال اور تدابیر اختیار کریں جہاں تک ہو سکے اپنی زندگی کو سادہ اور پاک صاف بنائیں۔ اور اپنے متعلقین اور دوسرے حلقہ اثر میں بھی اللہ پاک سے رجوع ہونے اور پناہ مانگنے کی ترغیب اور تاکید کرتے رہیں۔

اب ہمارے حتی الامکان سمجھانے اور بار بار کہنے پر بھی کوئی نہ مانے خواہ وہ ہمارے اہل وعیال ہوں یا متعلقین ہوں تو بس معمولی روک ٹوک کے ساتھ ان کو ان کی راہ پر چھوڑ دیں اور ان کے لئے ہدایت وعافیت کی دعائیں کرتے رہیں جو اللہ تعالیٰ کی دست قدرت میں ہے۔

سب سے پہلے تو جو غیر شرعی چیزیں ہماری زندگی میں داخل ہو چکی ہیں ان کی ایک فہرست بنا لیں۔ اور ہمت سے کام لے کر ان سے بچنے کی کوشش کریں جن منکرات و فواحشات کو فوری طور پر چھوڑ سکتے ہیں پہلے ان کو چھوڑ دیں۔ مغربی انداز کھانا شدہ، رہن سہن، راگ راگنیاں، تصاویر، فلمیں، عریانی و بے پردگی، فحش لٹریچر، ناول، غیر اسلامی وضع قطع طرز رہائش، لباس، گفتار و رفتار، خوراک، بستر، طعام و کلام، الغرض جو چیز بھی غیر اسلامی ہے اسے ترک کر دیں۔ فضول بیہودہ رسم و رواج، فضول باتیں اور گمراہ قوموں کی اندھی تقلید، یہ سب جہنمی اعمال ہیں اور قیامت کے دن یہ سب دردناک صورت اختیار کر لیں گے۔ جو چیز بھی غیر مسلموں سے ہم کو ملی ہے اور وہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد کے اطوار کے برعکس اور ہمارے اسلام کی بربادی کا باعث ہے اس کو ہم چھوڑ دیں۔ کہ اس میں تضیع بھی ہے تضیع اوقات بھی اسراف بھی ہے اور دین سے مغائرت بھی اور یہی چیزیں باعث ہوتی ہیں اللہ پاک اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا اور ہماری شامت اعمال کا۔

دنیا کے سب لوگ کچھ بھی کر رہے ہوں مگر جو چیزیں معلوم ہو جائیں کے منکرات و فواحشات میں داخل ہیں ہم ان کو چھوڑ دیں۔

یوں تو آج کل کا سارا ماحول ومعاشرہ شیطانی اور مغربی تہذیب کی لعنتوں سے آلودہ اور ناپاک ہو رہا ہے اور اسلام کی طرز معاشرت سے بیگانہ بن گیا ہے مگر چند باتیں ایسی ہیں کہ ان کی اصلاح تو بلا تکلف ہو سکتی ہے مثلاً

آج ہماری بے غیرتی اتنی عام ہو چکی ہے کہ ہر طبقہ اور ہر عمر کے نوے فیصد لوگ ننگے سر بازاروں میں پھرتے ہیں۔ حالانکہ شریعت میں اس شخص کی شہادت معتبر نہیں جو ننگے سر پھرتا رہتا ہے دوسرے

عام طور پر عورتوں نے پر قصر اتار کر بے حجابانہ و آزادانہ باہر نکلنے کو معاشرہ جدید کی اعلیٰ تہذیب سمجھ لیا ہے کہ برہنہ سر بال بنائے ہوئے بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں۔ تیسرے فوٹو اور تصاویر سے کوئی اجتناب ہی نہیں ہے حالانکہ یہ جانتے ہیں کہ اس گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا جہاں تصاویر ہوں اور عورت برہنہ سر ہوتی ہو۔ بلکہ ایسی عورتوں پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ عورتیں ایسی ساڑھیاں باندھتی ہیں جس میں پورے بازو، سینہ اور آدھا پیٹ ننگا دکھائی دیتا ہے۔ بے حیائی اور بے حسی اس سے زیادہ کیا ہوگی۔ عورتوں اور مردوں سب نے مل کر غیرت و ناموس اور شرافت کو خاک میں ملا دیا ہے۔ پھر مخلوط تعلیم اور اکثر گھرانوں میں غیر محرم عورتوں مردوں کا اختلاط زہر قاتل ہو رہا ہے اور کوئی توجہ نہیں دیتا دونوں مخالف و مقابل جنسوں کو کھلی آزادی ہے ناممکن ہے کہ جذبات کا تصادم نہ ہو اور نفس و شیطان نظام شرافت کو درہم برہم نہ کر دے۔ خدا کے واسطے جن منکرات و فواحشات میں مبتلا ہو اس میں سے جو اعمال ایسے ہیں کہ تمہارے اختیار میں ہیں ان کو فوراً چھوڑ دو اور اپنے متعلقین سے چھڑا دو اور جو تم سے فوراً نہ چھوٹیں ان کے لئے دل میں غیرت پیدا کرو ان کو چھوڑنے کا ارادہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرکے اس کی مدد طلب کرو۔ کیا عجب رحمت الٰہی تم کو اپنی رحمت و مغفرت کی پناہ عطا کرے۔

دیکھ رہے ہو قیامت آ رہی ہے۔ ساری دنیا میں ہر طرف علامات قیامت ظاہر ہو چکی ہیں آپ کے اس حضور کے دن رب العزت احکم الحاکمین کے سامنے جواب دینے کے لئے کیا عذر ہے جب تم مسلمان اور صاحب ایمان ہو تو تم کو ایمان اور اسلام کے تقاضہ اور ضابطہ کی زندگی سے خلاف ورزی کرنے پر مجرم بلکہ باغی ٹھہرایا جائے گا۔ اس کی جوابدہی تم کو کرنی ہوگی۔ سوچو کیا یہ عذر قابل پذیر ہوگا کہ ہم مجبور تھے، ماحول سے مرعوب تھے اہل ثروت اور اہل حکومت کے مقابلہ میں ہم عاجز اور بے سروسامان تھے خوب سمجھ لو! کہ یہ عذر قابل شنوائی نہ ہوگا اور تم کو قہر الٰہی سے بچنے کی کوئی صورت نہ ہوگی کیونکہ جب یہ سوال ہوگا کہ تم اگر کچھ تدارک نہیں کر سکتے تھے تو یہ تو کر سکتے تھے کہ ہم سے رجوع ہوتے۔ کیا تم نے ہم کو قادر مطلق نہیں سمجھا تھا۔ تم طاقتوں کو کارساز سمجھتے تھے اور طاقتوں کے خالق کو کارساز نہ سمجھا۔ کیا یہ یقین نہ تھا کہ ہم سب کچھ کرتے ہیں۔ سب کے قلوب ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ پھر ہم سے کیوں فریاد نہ کی۔ تو ہمارے پاس کیا جواب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب بندے گمراہیوں اور طغیان و کفران میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو ہم ان کو سختی اور پریشانی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ تاکہ وہ عبرت حاصل کریں اور تضرع و زاری کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہو کر ہماری مغفرت رحمت طلب کریں۔

اور پھر فرماتے ہیں کہ ہم سے مانگو۔ ہم سنتے اور جانتے ہیں۔ ہم ہر چیز پر قادر ہیں۔ ایسی جگہ سے تمہارے کام نکالیں گے کہ تم کو گمان بھی نہ ہوگا۔

آگے فرماتے ہیں تم اپنے معاملات و حالات ہمارے سپرد کر دو ہم تمہارے دشمنوں کو کافی ہیں۔

بقیہ ص۱۵

حضرت جنید بغدادیؒ کے اقوال و مواعظ

فرمایا اس راہ کو وہ سالک طے کر سکتا ہے جو قرآن شریف کو داہنے ہاتھ پر رکھے اور سنت حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بائیں ہاتھ پر اور ان دونوں شمعوں کی روشنی سے راہ کے نشیب و فراز دیکھ کر پاؤں رکھے ورنہ بدعت کے گڑھے میں گر کر ہلاک ہو جاویگا۔

فرمایا تیس سال سے میرے تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہیں ہوئی۔ بلکہ نماز میں اگر کسی وقت مجھے دنیا کی کسی چیز کا خیال آجاوے تو میں نماز کو پھیر لیتا ہوں۔ اور اگر دوزخ بہشت میں سے کسی طرف دھیان چلا جاوے تو سجدہ سہو نکال لیتا ہوں۔

ایک دفعہ آپ کی طبیعت علیل ہوئی۔ تو آپ نے دعا کی اللھم اشفنی یعنے اے خداوند مجھے شفا بخش۔ غیب سے آواز آئی کہ جنید تم کون ہو جو بندہ اور خدا کے درمیان دخل دیتے ہو۔ تمہیں جس کام کا حکم دیا گیا ہے اس کو کئے جاؤ اور جس بلا میں ہم مبتلا کریں اس پر صبر کرو۔ ایک دن آپ کی آنکھ میں درد ہوا ایک آتش پرست طبیب نے رائے دی کہ چند روز آنکھ کو پانی سے بچائے رکھنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا وضو کی کیا صورت کروں۔ اس نے کہا اگر آنکھ کی ضرورت ہے تو آپ کو پانی سے پرہیز کرنا پڑے گا۔ وہ تو یہ کہکر چلا گیا آپ نے وضو فرمایا اور نماز ادا کر کے لیٹ گئے۔ اٹھے تو آنکھ بالکل تندرست تھی۔ الہام ہوا کہ جنید تم نے ہماری رضا جوئی میں اپنی آنکھ کی پرواہ نہ کی ہماری بارگاہ میں تمہارا یہ اخلاص ایسا مقبول ہوا کہ اگر تم اس وقت ساری مخلوقات کی شفاعت کرتے تو قبول ہوتی۔

بصرہ میں آپ کا ایک مرید خلوت گزیں تھا۔ ایک دن ناگاہ اس کے دل میں گناہ کا خیال آگیا۔ آئینہ میں دیکھا تو اپنا منہ کالا نظر آیا۔ بہت سا پچھتایا۔ رویا چلایا چند روز کے بعد رفتہ رفتہ وہ سیاہی دور ہوئی اور چہرہ منور ہو گیا۔ شکر بجالایا۔ اسی اثنا میں کسی نے حجرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ کھولا تو ایک قاصد نے حضرت جنید کا خط دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ تم ادب کو مدنظر نہیں رکھتے اور تمہارے کالے منہ کے دھونے پر بجائے شیخی کے کتنے دن تک مجھے دھوبیوں کا کام کرنا پڑا ہے۔

آپ کی مجلس میں ایک دن ایک جوان پر آپ کے وعظ کی تاثیر سے ایسی حالت ہوئی کہ اس کا دل دنیا و مافیہا سے سرد ہو گیا۔ اس نے گذشتہ

معاصی سے توبہ کی۔ سارا مال واسباب خدا کی راہ میں دے دیا اور ایک ہزار دینار کی تھیلی اٹھا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ مرد خدا جس چیز کو تم نے نجس جان کر چھوڑ دیا ہے ہمارے پاس کیوں لائے ہو اس کو دجلہ میں ڈال دو۔ اس جوان نے حکم کی تعمیل میں سارے دینار دجلہ میں ڈال تو دیئے لیکن ایک ایک کر کے ڈالے۔ واپس آیا تو آپ نے فرمایا کہ اے شخص جس قدم کو تو ایک دفعہ اٹھا سکتا تھا اس کو تو نے ہزار دفعہ رکھ رکھ کر اٹھایا تیرے دل نے دیناروں کو ایک ہی دفعہ دریا میں ڈال دینا گوارا نہ کیا اگر اس راہ میں بھی یونہی حساب سے کام کرو گے تو کہیں نہیں پہنچو گے۔ بہتر ہے کہ تم ہمارے پاس سے ہزار دینار لے جاؤ اور بازار میں جا کر تجارت شروع کرو۔ کیونکہ حساب کتاب تاجروں کا کام ہے۔ فقیروں کا کام نہیں اور ایسا تنگ دل آدمی فقیروں کی مجلس کے لائق نہیں ہوتا۔

آپ کی مجلس میں ایک مرید سے اتفاقاً ایک حرکت خلاف ادب سرزد ہو گئی۔ اس نے شرم کے مارے خدمت میں آنا چھوڑ دیا۔ اور مدت تک خانقاہ میں حاضر نہ ہوا۔ آپ ایک دن یاروں کے ساتھ بازار میں تشریف لے جا رہے تھے کہ اس مرید پر آپ کی نظر جا پڑی وہ بھی سمجھ گیا اور ایک طرف بھاگ نکلا آپ نے ہمراہیوں سے فرمایا کہ تم سب خانقاہ کو چلو میرا ایک شکار جال سے نکل گیا ہے میں اس کو پکڑ لاؤں اور اس مرید کے پیچھے ہوئے۔ وہ مرید دوڑتے دوڑتے ایک ایسے تنگ کوچہ میں جا گھسا جو سربستہ تھا اور اس سے آگے نکلنے کو رستہ نہ تھا وہاں مجبور ہو کر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا آپ بھی جا پہنچے۔ اس نے نہایت شرمندہ ہو کر کہا یا شیخ آپ کہاں تشریف لے جاتے ہیں آپ نے فرمایا جہاں مرید کے رستہ میں دیوار حائل ہو گئی ہو اور اس کو آگے جانے کا کوئی راہ نہ سوجھتا ہو اس مرید کی امداد کو جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اس پر نہایت شفقت فرمائی اور وہ حجاب اس کے دل سے دور کیا۔

آپ ایک دن زار زار رو رہے تھے۔ لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا۔ فرمایا اللہ سبحانہ کی کل بلائیں بالفرض اگر ایک سانپ کی صورت بن جاویں تو سب سے پہلے جو شخص اس سانپ کے منہ میں اپنی خوشی سے جاوے وہ میں ہوں۔ باوجود اس اشتیاق کے ساری عمر میری طلب بلا میں گذر گئی ہے ابھی یہی ارشاد ہوتا ہے کہ جنید تمہاری عبادت اس درجہ کی نہیں ہے کہ تو ہماری بلا کے قابل ہو سکے۔

آپ کی خدمت میں ایک شخص نے پانچسو دینار حاضر کیئے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ اے شخص ان دیناروں کے سوا اور کچھ مال بھی تمہارے پاس ہے اس نے عرض کی جناب بہت کچھ ہے فرمایا کچھ اور بھی چاہتے ہو۔ اس نے عرض کی جو کچھ مل جاوے جناب کی نوازش ہے۔ فرمایا تو مجھ سے زیادہ ان دیناروں کے تم خود ہی مستحق ہو۔ میں تو باوجود اس کے کہ ایک دام بھی پاس نہیں رکھتا کچھ نہیں چاہتا۔

ایک شخص نے آپ کے پاس شکایت کی کہ میں دو روز سے بھوکا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا بھوک پیاس اپنے دوستوں اور خالص بندوں کو دیتا ہے

کم ظرفوں کو نہیں دیتا۔ جو ہر ایک کے آگے اُس کی شکایت کریں اور شور مچاتے پھریں۔ تجھ کو اگر اس نے بھوک دی ہے تو شکر کی جگہ ہے نہ شکایت کی۔ جاؤ آرام سے بیٹھو۔

آپ ایک دن یاروں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دنیادار آیا اور حضرت کے ایک درویش کا ہاتھ پکڑ کر مجلس سے اُٹھا کر لے گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ درویش ایک بڑا خوانچہ نفیس نفیس کھانوں کا سر پر رکھے ہوئے واپس آیا۔ یہ حال دیکھ کر آپ کو سخت غیرت آئی اور فرمایا یہ خوانچہ اس دنیادار کے منہ پر مارو اس نے کیا سمجھ رکھا ہے کیا ہمارے درویشوں کو اس نے مزدور تصور کر لیا ہے اور فرمایا درویشوں کے پاس اگر نعمت نہیں تو بلا سے نہ ہو۔ ہمت بلند تو ہے اور ہمت کے آگے نعمت کی حقیقت ہی کیا ہے۔

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق
باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

آپ کی ایک مرید پر نظر خاص تھی اس کے ساتھ آپ سب یاروں سے زیادہ شفقت فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن بعض بعض درویشوں کے دل میں رشک پیدا ہوا۔ آپ نے نور فراست سے معلوم کر کے سارے درویشوں کو ایک ایک چھری اور ایک ایک مرغ دے کر تاکیداً حکم دیا کہ جاؤ اور مرغوں کو کسی ایسی جگہ ذبح کرو جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو۔ ارشاد کی تعمیل کے واسطے سارے درویش دوڑے اور تھوڑی دیر میں مرغ ذبح کر کے لے آئے مگر وہ اوّل تو دیر کے بعد آیا اور زندہ مرغ حضور کی خدمت

میں پیش کیا۔ آپ نے اس سے عدم تعمیل فرمان کا سبب پوچھا اس نے عرض کی کہ میں نے ہر چند تلاش کی کہ کوئی جگہ خالی مل جائے لیکن جہاں گیا خدا کو حاضر و ناظر پایا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور باقی درویشوں کو آئندہ ایسے خطرے سے دل کی حفاظت کرنے کی تاکید فرمائی۔

فرمایا خدا اور بندے کے درمیان چار دریا ہیں۔ بندہ جب تک چاروں دریاؤں کو عبور نہ کرے خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ قدرت نے ان چاروں دریاؤں کے لئے چاروں کشتیاں بھی تیار کرا رکھی ہیں۔ پہلا دریا دنیا ہے اور اس کی کشتی کا نام زہد ہے دوسرا دریا اہل دنیا ہیں اور اس کی کشتی خلوت ہے۔ تیسرا دریا ابلیس ہے اور اس کی کشتی کو بعض کہتے ہیں اور چوتھا دریا ہوائے نفس ہے۔ اس کی کشتی مخالفت نفس ہے۔

فرمایا نفسانی اور شیطانی وسوسہ کے درمیان یہ فرق ہے کہ نفس اگر کسی چیز کی خواہش کرے اور تم اس کو اس سے روکو تو وہ باز نہیں آئے گا۔ بلکہ وہ بار بار وہی خواہش کرے گا جب تک کہ اُس کی مراد حاصل نہ ہو جائے اور شیطان اگر دل میں وسوسہ ڈالے اور تم اُسکی مخالفت کرو تو وہ پھر تمکو اس کام کی طرف ہر گز ترغیب نہیں دلائے گا بلکہ کوئی اور شرارت تجویز کرے گا۔

فرمایا شیطان کو طاعت میں مشاہدہ نصیب نہ ہوا۔ اور حضرت آدم باوجود لغزش کے بھی مشاہدہ سے محروم نہ رہے۔ فرمایا مرد کی خوبصورتی نیک سیرت سے ہے نہ نیک صورت سے۔

فرمایا خدا تعالیٰ کے دوستوں کے دل اسرار خداوندی کا خزینہ ہیں اور خدا اپنے اسرار اس دِل میں ہرگز نہیں ڈالتا جس میں دنیا کی محبت ہو۔ فرمایا نفس کی مراد پورا کرنے پر مستعد ہو جانا فساد کی جڑ ہے۔ فرمایا خدا تعالیٰ کیطرف سے غافل ہو جانا دوزخ میں جانے سے بھی بدتر ہے۔

فرمایا جب تک عبودیت کا کوئی اثر بھی تجھ میں باقی ہے تو حقیقت آزادی تک نہیں پہنچ سکتا۔

فرمایا جو کوئی اپنے نفس کو پہچان لیوے اُس پر خدا کی عبادت آسان ہو جاتی ہے۔ فرمایا جس کا معاملہ اس کی زبان کے برخلاف وہ جھوٹا مدعی ہے فرمایا جو کوئی بغیر مشاہدہ کے اللہ کہتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ فرمایا جس شخص نے خدا کو نہیں پہچانا کبھی خوش نہیں ہوگا۔ فرمایا جو شخص دین کی سلامتی تن کی آسودگی اور دِل کا آرام چاہے اسکو چاہئیے ناجنس لوگوں کی صحبت سے بچتا رہے۔

فرمایا۔ بہت سے مردان خدا ایسے ہو چکے ہیں جو پانی پر چلتے تھے لیکن جو لوگ مخالفت نفس کے واسطے پیاس سے مر گئے ان کا درجہ پہلوں سے بڑھ کر ہے۔ فرمایا اگر ساری دنیا کا مال بالفرض ایک شخص کے قبضے میں ہو تو اس کو ضرر نہیں دیتا لیکن اگر ایک کھجور کے دانہ کی طمع اس شخص کے دِل میں ہو تو اس کو ضرور ہلاک کر دے گی۔

فرمایا اگر تجھ سے ہو سکے تو گھر کے برتن بھی مٹی ہی کے بناؤ۔ فرمایا مرید صادق عالموں کے علم کیطرف سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ فرمایا خداوند تعالیٰ آخرت میں بندوں کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرے گا۔ جیساکہ بندوں نے اس سے پہلے کیا ہوگا۔

فرمایا جو آنکھ کہ آیات حق کے دیکھنے میں مصروف نہ ہو اندھی ہی بہتر ہے۔ جو زبان کہ خدا کے ذکر سے غافل ہو گونگی بہتر ہے۔ جو کان کہ خدا کی باتیں سننے سے پرہیز کرے بہرا بہتر ہے۔ اور جو جسم کہ اسکی خدمت کے کام نہ آوے مردہ بہتر ہے۔

فرمایا جو مرید کہ عورتوں کی محبت دِل میں رکھے اور علم حاصل کر کے وحید عصر بننا چاہے منزل پر کبھی نہیں پہنچے گا۔ فرمایا جو کوئی اپنے اور خدا کے درمیان اناج کا توبرہ رکھ کر چاہے کہ لذت مناجات اس کو حاصل ہو وہ دیوانہ ہے۔

فرمایا اگر آسمان ستاروں سے روشن ہے تو زمین کملی پوشوں کے نور سے منور ہے۔ فرمایا فقیروں کی عزت لوگ خدا کے واسطے کرتے ہیں۔ فقیروں کو بھی چاہیئے کہ جب وہ مخلوق میں بیٹھیں تو خیال رکھیں کہ جس کی طفیل یہ ہماری عزت ہے اس کے ساتھ ہمارا معاملہ کیسا ہے۔

فرمایا وقت کی قدر کرنا سب اعمال سے بہتر ہے اور اُس سے یہ مراد ہے کہ تو اپنے دم کی حفاظت کرے اور دل میں بُرے خطرات نہ آنے دے۔ فرمایا صاحب ہمت سے اگر گناہ بھی سرزد ہو جائے تو خدا اس کو عذاب نہیں کرتا۔ فرمایا صوفی زمین کی مانند ہوتا ہے کہ اس پر طرح طرح کی نجاست ڈالی جاتی ہے اور ہمیں اُس سے اس کے عوض میں قسم قسم کے میوے اور پھل پھول حاصل ہوتے ہیں۔

فرمایا تصوف اصطفا سے مشتق ہے یعنی جو کوئی ماسوا اللہ سے علیحدہ ہو جائے وہ صوفی ہے۔

فرمایا جس کا دل ابراہیم علیہ السلام کی طرح دنیا کی دوستی سے خالی ہو اور خداوند تعالےٰ کے حکم کی تعمیل پر گرم ہو جس کی تسلیم اسمٰعیل علیہ السلام کی تسلیم سے ہو۔ اور جس کا غم حضرت داؤد علیہ السلام کا ہو۔ جس کا فقر حضرت عیسےٰ کے فقر جیسا ہو۔ جس کا صبر حضرت ایوب جیسا ہو۔ جس کا شوق حضرت موسےٰ کے شوق جیسا ہو اور جس کا اخلاص محمد رسول اللہ صلعم کے اخلاص جیسا ہو وہ صوفی ہے۔

حضرت کی خدمت میں ایک جوان حاضر ہوا کرتا تھا۔ یاد الٰہی میں ایسا سرگرم تھا کہ نماز کے وقت کے علاوہ کبھی سر نہ اٹھاتا۔ ایک دن آپ کی مجلس سے اُٹھ کر چلا تو آپ نے ایک مرید کو اس کے پیچھے بھیجا کہ اس جوان سے سوال کرو کہ صوفی جو صفائی کی صفت سے موصوف ہے اس ذات کو کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ جو صفات سے مبرا ہے۔ مرید نے اس جوان سے سوال کیا۔ اس نے جواب دیا

کن بلا وصفٍ تدرك من لا وصف لہ

یعنی اپنی سب صفتیں چھوڑ دو تو تمہیں اس ذات کا پتہ مل جائے گا جو صفات سے اعلیٰ تر ہے۔ حضرت جنیدؒ نے یہ جواب سُن کر نہایت افسوس سے فرمایا کہ ایسا عظیم الشان جانور ہمارے جال میں پھنسا تھا لیکن ہم نے اس کی قدر نہ کی۔ فرمایا عارف کو کم و بیش ستر مقام راستے میں پڑتے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس جہان کی مرادوں سے محروم رہتا ہے۔ فرمایا محبت خدا کی امانت ہے فرمایا جو محبت کہ کسی غرض سے ہو اس کا اعتبار نہیں۔ کیونکہ جب غرض نکل گئی محبت بھی جاتی رہے گی۔ فرمایا محبت سے مراد خدا کی طرف فرط میلان ہے۔ فرمایا جب تک تو اپنی جان کو خدا کے رستے میں تصدق نہ کرے اُس کی محبت کے مقام تک ہرگز نہیں پہنچے گا۔ فرمایا محبت والے لوگ خلوت اور مناجات میں ایسی ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں کہ اگر عام سن پائیں تو ان پہ ضرور کفر کا فتویٰ دے دیں۔ لیکن وہ اپنی حالت میں ترقی دیکھتے ہیں۔ فرمایا مراقبہ کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ تجھ سے پہلے ہو چکا ہے تو اس سے ڈرتا رہے۔ فرمایا توکل کے یہ معنے ہیں کہ خدا کے حضور میں تو ایسا بن جائے جیسا کہ دنیا میں آنے سے پہلے تھا۔

فرمایا توکل کے یہ معنے ہیں کہ خدا کے حضور میں تو ایسا بن جائے جیسا کہ دنیا میں آنے سے پہلے تھا۔ فرمایا توکل کسب کرنے یا نہ کرنے پر موقوف نہیں بلکہ جو وعدے کہ اللہ تعالےٰ نے بندوں کو دیئے ہیں۔ ان پر دل کو اطمینان ہو جانے کا نام توکل ہے۔

فرمایا جوانمردی یہ ہے کہ اپنا بوجھ تو دوسرے پہ نہ ڈالے اور جو کچھ تیرے پاس ہو خرچ کر دے۔

فرمایا عالم بدخو کی صحبت سے کہیں فاسق نیک خو کی صحبت کو بہتر جانتا ہوں۔ فرمایا اختیار کے چھوڑ دینے کا نام رضا ہے۔ فرمایا رضا کے یہ معنے ہیں کہ تو بلا کو بھی نعمت ہی سمجھے۔ فرمایا فقیری بلاؤں کے دریا کا نام ہے۔

لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ سب سے بڑی چیز کیا ہے۔ فرمایا صوفی کے واسطے بخل۔ لوگوں نے آپ سے صادق صدیق اور صدق کی تعریف پوچھی فرمایا صدق صادق کی صفت ہے۔ اور صادق وہ ہوتا ہے کہ جب تو اس کو دیکھے ویسا ہی پائے جیسا کہ تو نے اس کا حال سُنا ہوا ہے۔ بلکہ تو اس کو عمر بھر میں دیکھتا رہے تو ویسا ہی دیکھتا رہے

اور صدیق وہ ہے جس کے افعال۔ اقوال۔ احوال سے صدق ٹپکتا ہو۔ لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ خلق خدا کے ساتھ شفقت کرنے کے کیا معنے ہیں فرمایا جو کچھ تجھ سے مانگیں خوش ہو کر ان کو دے اور اپنا بوجھ ان پر نہ ڈال۔ کیونکہ وہ اُس کے اُٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے اور ان کے ساتھ ایسی بات ہرگز نہ کہو جو ان کی سمجھ سے بالا تر ہو۔ فرمایا آدمی کو تنہا رہنا اس وقت مفید ہے کہ اس کے فرشتوں نے کل جو کچھ اس کے اعمال لکھے تھے آج بلا تکلف اُس کو یاد ہوں۔ فرمایا ساری مخلوقات سے عزیز تر وہ درویش ہے جو اپنے خدا سے ہر حال میں راضی ہو۔

فرمایا ایسے آدمی کے ساتھ صحبت رکھو کہ جو نیکی وہ تمہارے ساتھ کرے اُسکو بھول جائے اور جو نیکی تم اس کے ساتھ کرو اس کو یاد رکھے فرمایا بندہ وہ ہے جو دوسروں کی بندگی سے آزاد ہو جائے۔ فرمایا دنیا کو ترک کرو یہی خدا کے ملنے کا رستہ ہے۔

حضرت حریریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جنید کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ کیا فرمایا اپنی رحمت سے مجھے بخش دیا۔ اور سوائے ان دو رکعتوں کے جو میں آدھی رات کے وقت پڑھا کرتا تھا۔ اور کسی عبادت نے مجھے کچھ فائدہ نہ دیا۔ فرمایا مراقبہ کے یہ معنی ہیں کہ جو عبادت تم سے فوت ہو گئی ہو اس سے ڈرتا ہے۔ فرمایا عبودیت دو خصلتوں کا نام ہے خداوند تعالیٰ کے ساتھ ظاہر اور باطن صدق اختیار کرنا اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی پوری اقتدا کرنا۔ فرمایا سچ کی حقیقت یہ ہے کہ تو ایسے نازک وقت میں سچ کہے جس سے بغیر جھوٹ بولنے کے نجات نہ پا سکتا ہو۔ فرمایا کوئی ایسا نہیں جو صدق کو تلاش کرے اور اس کو حاصل نہ ہو۔ پورا نہ ہو تو خیر تھوڑا ہی سہی۔

فرمایا محبت خدا کی امانت ہے۔ فرمایا جس شخص نے اپنے عمل میں ہاتھ مارا (یعنے اپنے عمل کو بُرا سمجھا) اس کا پاؤں پھسل گیا۔ جس نے مال میں ہاتھ مارا وہ گھاٹے میں رہا۔ اور جس نے خدا جل سلطانہ کی ذات پاک کو ہاتھ مارا وہ جلیل اور بزرگوار ہو گیا۔ فرمایا جس وقت یاران طریقت ملاقات کے واسطے آویں نفلی روزہ چھوڑ دینا چاہیئے۔ فرمایا خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنے کے رستے بند کر دیئے گئے صرف حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا رستہ کھلا ہے۔ یاد رکھو کہ جو شخص قرآن شریف کا حافظ نہ ہو۔ اور حدیث پیغمبر علیہ وسلم کو نہ جانتا ہو اسکی اقتدا ہرگز نہ کرو۔ فرمایا بندہ سے دو علم پوچھے جائیں گے۔ علم عبودیت اور علم ربوبیت ان دو علموں کے سوا جو علم ہیں وہ حظ نفس ہیں۔

خلیفۂ بغداد نے ایک دفعہ آپ کو طلب کیا۔ آپ تشریف لے گئے۔ حضرت شبلی آپ کے مرید با اخلاص ساتھ تھے۔ اثنائے کلام میں خلیفہ نے کئی بار حضرت کو چند حقارت آمیز الفاظ سے مخاطب کیا۔ حضرت شبلی سننے کی تاب نہ لا سکے۔ جس قالین پر حضرت کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس پر شیر کی ایک تصویر تھی۔ آپ نے اس پر ہاتھ مارا۔ اور وہ شیر قالین سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ حضرت جنید نے پھر کر اس واقعہ کو دیکھا اور جھٹ اپنے ہاتھ

سے اشارہ کیا کہ وہ پھر تصویر بن گیا۔ یہ معاملہ کئی دفعہ ہوا۔ ایک دفعہ خلیفہ نے بھی اس شبیر کو اٹھتے ہوئے دیکھ لیا۔ بہت گھبرایا اور نہایت عاجزی سے حضرت کی خدمت میں معافی کا طلب گار ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ خلیفہ جو کام آپ کا ہے وہ آپ کئے جاتے ہیں۔ اور جو میرا ہے میں کئے جاتا ہوں۔ پھر معافی مانگنے کا کونسا موقعہ ہے۔ باقی رہی شبلی کی یہ حرکت سو یہ بچہ نوخیز ہے صوفی اور دنیا دار کے فرائض کو نہیں سمجھتا۔ اور جلد بازی کرتا ہے۔ صوفی کا یہ منصب ہے کہ اہل دنیا جو کچھ برا بھلا انہیں کہیں یا اذیتیں پہنچائیں وہ شوق سے برداشت کریں۔

ایک شخص کئی سال سے آپ کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ اس نے ایک دن عرض کی کہ میں آپ کی بڑی شہرت سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور دس سال سے آپ کی خدمت میں سے کبھی غیر حاضر نہیں ہوا۔ لیکن اس عرصے میں میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ فرمایا ان دس سالوں میں یہ بتلاؤ کہ کوئی ایسا امر بھی مجھ سے صادر ہوا ہے جو خلاف شریعت ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے نہایت جوش سے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا۔ جنید کی اس سے بڑھ کر کیا کرامت ہو سکتی ہے کہ دس سال اس سے کوئی کام خلاف شریعت سرزد نہ ہوا۔

بقیہ مسلمانانِ پاکستان کیلئے "بقا" کا دوسرا اور آخری ذریں موقع

کر لیں۔ جونہی قوم نے ایسا کر دکھایا۔ گفتار و کردار کو ضابطہ اسلام میں ڈھالنا شروع کر دیا تائید ایزدی شامل ہونے کے لئے بے تابی سے آگے بڑھے گی اور وہ "اکسیر اعظم" کا نسخہ عطا کر دیگی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام مسائل بفضلہ تعالے حل ہونے لگیں گے اور ترقی کی راہیں کھلیں گی۔

"اکسیر اعظم" ایک نہایت آسان نسخہ ہے جو کامیاب اور بارہا کا آزمودہ ہے۔ جس پر عمل کرنے سے بیل بیل ہو جاویگی۔

یہ ایک قدرتی نسخہ ہے وہ کونسا۔ لیجئے۔ سنئے اور استعمال کیجئے اور نتیجہ ملاحظہ فرمائیے۔

اعوذ باللہ ... الخ بسم اللہ ... الخ و انتم الاعلون ان کنتم مومنین" (صدق اللہ العلی العظیم وصدق رسول النبی الکریم الف الف عبادۃ وسلم علیہ)

ادھر مومن ہوئے ادھر دین و دنیا مسخر ہو گئے۔ مومن بننا کونسا مشکل امر ہے۔ مغربی تہذیب کو اسلامی تہذیب سے بدل ڈالئے بس مومن بن گئے اور سب عقدے حل پا گئے۔

مزے کی بات یہ ہے کہ ایسے عزم سے دنیا میں ہی نہیں آخرت کے لئے ظفر مندی کے دروازے کھل جائینگے۔ آخر میں یہ عرض کر دوں کہ اب اگر موقعہ ہاتھ سے دیدیا تو پھر۔۔ العیاذ باللہ ان ربی غفور الرحیم

پاکستان کیا۔ دنیائے اسلام جتنا چاہے کرے۔ مادی وسائل امریکہ۔ روس۔ چین وغیرہم تمام ممالک کے برابر مہیا کرے۔ اس "اکسیر اعظم" کے بغیر سب بے سود ہوں گے۔ خدا حافظ

مسلمانانِ پاکستان کیلئے بقا کا دوسرا اور غالباً آخری زرّیں موقع

قبل از تقسیم مسلمانانِ ہند نے غیر مسلموں کی اکثریت میں اپنا مستقبل تاریک پایا۔ غیرتِ اسلامی نے کروٹ لی اور قلیل عرصہ میں ہی قدرت نے ان کے ایمانِ احساس کو شرفِ قبولیت بخشا اور انہیں ایک آزاد ملک پاکستان عطا فرمایا۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ مسلم حضرات اسی نعمتِ غیر مترقبہ کا شکر یوں ادا کرتے کہ پاکستان کو ایک مثالی اسلامی مملکت بنا کر اس میں قرآن و سنت پر عمل پیرا ہو کر دنیا کے لئے باعث رشک بنتے۔

مگر شومئے قسمت سے اسی خود مختار ملک خداداد کو مطابق مثال قرآن کریم کہ

"جب ان کی کشتی بھنور میں پھنس جاتی ہے تو نہایت عجز و انکساری کے ساتھ دعائیں برائے نجات مانگتے ہیں مگر جب کشتی کنارے پر پہنچ جاتی ہے تو وہی شرک و کفر ان کا عمل بن جاتا ہے"

اسلامی آزادی کا ملک بنانے کی بجائے مادر پدر آزادی کا مسکن بنا ڈالا۔

جوں جوں وقت گذرتا گیا فسق و فجور میں ترقی ہوتی گئی۔ اور دین سے بیزاری کے آثار پیدا ہو گئے۔ نوبت بایں جا رسید کہ سیاسی سٹنٹ کی حیثیت سے تو بلند بانگ اسلام اسلام کے نعرے لگاتے رہے مگر عملاً یہاں تک گراوٹ کا مظاہرہ ہونے لگا کہ کفر کو بھی شرم محسوس ہونے لگی۔

نتیجتاً آدھے پاکستان سے ہاتھ دھونے پڑے اور باقی حصہ میں وحدت کو توڑ کر پھر سے صوبوں میں تقسیم کر کے صوبائی تعصب کا اکھاڑا بنا دیا۔ اور دشمنانِ قوم و ملت کو ازسرِ نو پنپنے کا موقع مہیا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کو اسی لاوارث ملک و قوم کی بقا منظور تھی چنانچہ نئے انقلاب نے جنم لیا۔ بقا کے آثار ظہور پذیر ہوئے حالات بہتر ہونے لگے تا آنکہ ڈوبتی ناؤ پھر کنارے لگی۔ چراغِ حیات دوبارہ جھلکنے لگا اور ملک کو نیا جمہوری نظام حاصل ہوا۔ "اسلامی جمہوریہ پاکستان" سرکاری مذہب اسلام کا جھنڈا لئے دوبارہ ظہور پذیر ہو گیا۔ الحمد للہ رب العالمین

اب مسلمانانِ پاکستان کا قومی فرض ہے کہ اس دوبارہ عطا پر شکرانہ ادا کرتے ہوئے عزم راسخ لئے ہوئے دین قوم اور ملک کے استحکام کا بیڑا اٹھائیں۔ اور پھر کیفیت اسم بامسمّٰی ہو کر دنیا میں ایک مثال قائم کر دکھائیں۔

کوئی شک نہیں کہ یہ ایک کٹھن کام ہے مگر ایسا کب تک دکھائی دیتا رہیگا۔ تب تک۔ جبتک قوم اپنی پست و بے غیرت ذہنیت کو خیر باد نہیں کہہ دیتی۔ اور جذبۂ حریت و اسلام کو اپنانے کا عزم بالجزم نہیں

تبصرہ

ہر کتاب کے تبصرہ کے لئے دو نسخے بھیجنے چاہئیں

انوار بندگی:- بزرگان دین کے کارہائے نمایاں کی یاد کو تازہ رکھنا۔ ان کے سوانح حالات خلوص و ایثار۔ عبادات و ریاضات۔ فیوض و برکات۔ تعلیمات و رشد و ہدایت کو قلم بند کرنا جن سے ان کی دینی خدمت اور علمی عظمت عیاں ہو ہمارا اولین فرض ہے۔ زیر نظر کتاب انوار بندگی بھی اسی مبارک سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب جس میں شیخ الاسلام حضرت بندگی امیٹھوی قدس سرہ کے حالاتِ طیبہ مذکور ہیں۔ فارسی زبان میں تھی اس سے بزرگوں کے ساتھ عقیدت و محبت رکھنے والے وہ لوگ جو اس زبان سے ناآشنا ہیں استفادہ نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے حضرت مولانا پیر طریقت حکیم سید برہان الدین صاحب برہان نے مولانا حافظ قاری محمد سراج عطا صاحب سے سلیس اور صاف اردو میں ترجمہ کروا کر اس کو شائع کیا ہے۔ یہ کتاب ایک بزرگ کے حالاتِ زندگی بیان کرنے میں بڑی کامیاب کتاب ہے۔ ضمناً تصوف و طریقت کے ازبس مسائل بھی علم و عرفان کی روشنی میں حل کئے گئے ہیں۔ ایسی کتب کا مطالعہ جس میں بزرگوں کی روحانی اور معنوی زندگی کی صورت کشی ہو سلسلۂ طریقت کے ساتھ نسبت و وابستگی رکھنے والوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیتی ہیں۔ یہ کتاب اس پتہ سے منگوائی جا سکتی ہے۔

مطب برہانیہ فقیری شفاخانہ رجسٹرڈ بیت الرضا روڈ بالمقابل طبیہ کالج چوک یتیم خانہ ملتان روڈ لاہور نمبر ۲ - } قیمت -/5 روپے

مطلوب القلوب:- یہ کتاب بابا شاہ محمد عارف عرف شاہ عبد العزیز بزرگوار شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زہد و ریاضت اور ان کی علمی اور دینی خدمات میں بڑی مفید اور دلچسپ ہے جس کو مولانا حکیم شاہ محمد برہان الدین چشتی نقشبندی نے تالیف فرمایا ہے۔ اس کتاب میں صاحب سوانح کا کلام بھی درج ہے جو بڑا پر لطف اور روح پرور ہے اور مسائل تصوف کا بھی بیان ہے۔ ۲۰۰ صفحات کی یہ کتاب بڑی دلچسپ ہے۔ قیمت درج نہیں ہے۔
یہ کتاب بھی اوپر کے پتہ سے طلب کی جا سکتی ہے۔

اخبار آستانہ عالیہ

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الحاج شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ و حضرت مولانا الحاج جوہر الملت و حضرت مولانا الحاج معین الملت و حضرت مولانا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ و حضرت مولانا الحاج پیر سید منذر حسین شاہ صاحب آستانہ عالیہ علی پور شریف ہیں۔

مورخہ ۳۱/۳۰ اگست بروز جمعرات جمعہ حضرت امیر ملت قدس سرہ کا سالانہ عرس شریف ہوا جس میں اطراف و اکناف کے یاران طریقت نے شمولیت کی اور اپنی محبت و عقیدت کا ثبوت دیا۔ رات کو حویلی کی چھت پر حضرت شمس الملت مدظلہ العالی کی صدارت میں جلسہ ہوا جس میں مختلف علماء کرام نے تصوف و طریقت کے مختلف موضوعات اور پہلوؤں پر وعظ فرمایا اور نعت خواں احباب نے حضرت قبلۂ عالم امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں قصائد و مناقب پڑھ کر سنائے۔ شعراء حضرات نے بھی اپنی عقیدت کا اظہار فرمایا۔ قریباً ایک بجے رات جلسہ برخاست ہوا اور صلوٰۃ و السلام کے بعد دعائیں مانگی گئیں۔

حضرت پیر سید انور حسین شاہ صاحبؒ کا سالانہ عرس شریف۔

زبدۃ الاولیا قدوۃ الاصفیا رہنمائے طریقت حضرت مولانا الحاج پیر سید انور حسین شاہؒ کا پہلا سالانہ عرس شریف ۷ شوال المکرم علی پور شریف ہو رہا ہے جس میں نعت خواں اور علمائے کرام بکثرت شامل ہونگے اور حضرت پیر سید انور حسین شاہ کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالی جائے گی۔

دربار عالیہ علی پور شریف میں ہر طرح خیر و عافیت ہے۔ سیلاب کے ضرر سے بفضل ایزد تعالےٰ محفوظ و مامون رہا ہے۔

سیلاب زدگان ادارہ انوار الصوفیہ قصور، سیلاب سے جن احباب اور بزرگوں اور عامۃ المسلمین کو نقصان پہنچا ہے ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و مہربانی سے ان کے پراگندہ قلوب کو جمعیت و سکون عطا فرمائے۔ اور جو جانی و مالی نقصان انہیں پہنچا ہے اس پر آخرت میں اجر عظیم اور یہاں اس کی تلافی کرتے ہوئے اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔ اور امت مرحومہ کو آئندہ توبہ و استغفار کے بعد

صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

رسالہ انوار الصوفیہ کے بہی خواہان!

جن مکرم دوستوں نے رسالہ انوار الصوفیہ کی توسیع اشاعت کے لئے سعی جمیل فرمائی ہے ان میں سرِ فہرست جناب چوہدری صوفی محمد اسماعیل صاحب۔ رنگپوری قصوری حال کراچی اور جناب صوفی مختار حسن صاحب کراچی ہیں۔ انہوں نے رسالہ کے ۲۳ نئے خریدار بنائے اور ان سب سے چندہ وصول کر کے مبلغ یکصد اڑھتیس روپے 138/00 بذریعہ منی آرڈر ارسال کئے۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہم ان کا خلوص قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

- جناب حافظ خواجہ دین صاحب مہتمم مدرسہ حیات القرآن جماعتیہ لاہور، رسالہ انوار الصوفیہ کی بہت امداد فرما رہے ہیں۔ آپ ہر ماہ ۲۰ عدد رسالے اپنے احباب میں فروخت کرتے ہیں اور علاوہ ازیں چار نئے خریدار دیئے ہیں جنہوں نے سالانہ چندہ ادا کیا ہے اور ایک سال کے لئے رسالہ کے مستقل خریدار بن گئے ہیں۔
- جناب میاں صابر صاحب نعت خواں قصوری اور شیخ محمد منیر صاحب قصوری دونوں نے اپنی سعی اور کوشش سے ہر ماہ دس رسالوں کیلئے دس خریدار دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

گذارش! جملہ یارانِ طریقت کی خدمت میں گذارش ہے کہ لکھائی چھپائی کے اخراجات میں بے حد اضافہ ہوگیا ہے۔ اس زمانہ میں رسالہ کا زندہ رہنا یارانِ طریقت کے تعاون اور ان کے قلبی شوق پر موقوف ہے۔ مخیر حضرات زکوٰۃ سے رقوم ارسال کریں تاکہ اس سے مستحقین کے نام جن کے خطوط دفتر میں آتے ہیں، ایک سال کیلئے رسالہ جاری کیا جائے۔ دیگر حضرات۔ اپنے شہر یا گاؤں میں اپنے احباب کو شوق دلا کر ماہوار خریدار بنائیں۔ اور حسب ضرورت رسالے طلب کر کے ان میں بہ قیمت پچاس پیسے فی رسالہ کے حساب سے فروخت کریں۔

ہماری جماعت میں حضرت قبلہ عالم کے خلفاء اور خطباء و علماء کی کمی نہیں ہے مگر افسوس انہوں نے آج تک رسالہ کی کوئی بھی خدمت سرانجام نہیں دی۔ میرے دل میں تمنا رہتی ہے کہ میرے خطباء پیر بھائی اپنے احباب اور معتقدین سے خریدار بنا کر خط لکھیں یا وہ ہر ماہ بیس تیس اپنے مواعظ کی محفلوں میں نکال دیا کریں تو میں ان کا نام بڑی مسرت سے رسالہ میں شائع کروں۔

مولانا محمد شفیع صاحب خطیب کاموں کے اور مولانا محمد شریف صاحب ڈسکہ کی یاد ہر وقت میرے دل میں رہتی ہے اور میں منتظر ہوتا ہوں کہ یہ کب دستِ تعاون دراز فرمائیں۔

اطلاعات حلقۂ ذکر قصور میں ہر جمعہ کو بعد از نماز مغرب حلقۂ ذکر ہوتا ہے جس میں ختم خواجگان اور ختم شریف مجددیہ اور معصومیہ پڑھا جاتا ہے۔ اکثر یارانِ طریقت شامل ہوتے ہیں۔ حضرت مولنا حافظ نور احمد صاحب حلقۂ ذکر کرواتے ہیں اور جناب صابر صاحب شجرۂ نقشبندیہ پڑھتے ہیں۔

لائلپور ہر جمعہ کو جمعہ کی نماز کے بعد جناب الحاج چوہدری عطا محمد صاحب نقشبندی جماعتی کے مکان پر حلقۂ ذکر ہوتا ہے۔ یارانِ طریقت بڑے ذوق و شوق سے شامل ہوتے ہیں۔ اس مجلس میں ختم خواجگان پڑھا جاتا ہے۔ اور نعت خوانی بھی ہوتی ہے۔

راولپنڈی۔ جناب صوفی ڈاکٹر محمد یٰسین صاحب خلیفۂ مجاذ کی قیادت میں ہر اتوار کو صبح کی نماز کے بعد صوفی فرحت علی صاحب کے مکان پر آریہ محلہ میں حلقۂ ذکر ہوتا ہے یاران طریقت شوق سے شامل ہوتے ہیں۔ اور نعت خوانی بھی ہوتی ہے۔ جناب ڈاکٹر صاحب مسائل تصوف پر وعظ فرماتے ہیں۔

کوہاٹ۔ بعد از نماز جمعہ بابو غلام حسین صاحب کے مکان پر حلقۂ ذکر ہوتا ہے۔ ختم شریف خواجگان اور شجرہ شریف پڑھا جاتا ہے۔ تلاوت قرآنِ پاک کے بعد نعت خوانی ہوتی ہے اور حلقۂ ذکر کے بعد صوفی محمد اکبر صاحب یا حضرت مولنا ابوالنور قاضی محمد فاضل صاحب مسائل تصوف بیان کرتے ہیں۔

لاہور۔ مولنا الحاج پیر غلام جیلانی صاحب کے مکان واقع راوی روڈ پر ہر جمعرات کو عشاء کی نماز کے بعد حلقۂ ذکر ہوتا ہے۔ یارانِ طریقت بکثرت شامل ہوتے ہیں۔ بعد از حلقۂ ذکر نعت خوانی ہوتی ہے۔

لاہور آرٹ پریس ۵۰ ۔ انارکلی لاہور